THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Friday the June 14, 2024
(339th Session)
Volume V, No. 06
(Nos. 01-10)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad
Volume V SP.V (06)/2024
No.06 15

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. Leave of Absence 2
3. Further Discussion on the Finance Bill 2024-25 2
    - Senator Raja Nasir Abbas 2
    - Senator Atta-ur-Rehman 11
    - Senator Sarmad Ali 16
    - Senator Saadia Abbasi 20
    - Senator Dr. Zarqa Suharwardy Taimur 26
    - Senator Nasir Mehmood 33
    - Senator Mohsin Aziz 37
    - Senator Rubina Qaim Khani 42
    - Senator Fawzia Arshad 46

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Friday, the June 14, 2024

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at forty-five minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Syed Yousaf Raza Gilani) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰۤى اِلَّا مِثْلَهَا
وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ
اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَ
مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۶۳﴾

ترجمہ: جو اللہ کے حضور نیکی لے کر آئے گا، اس کے لیے دس گنا اجر ہے، اور جو بدی لے کر آئے گا اس کو اتنا ہی بدلہ دیا جائے گا جتنا اس نے قصور کیا ہے، اور کسی پر ظلم نہ کیا جائے گا۔ اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، کہو میرے رب نے بالیقین مجھے سیدھا راستہ دکھا دیا ہے۔ بالکل ٹھیک دین جس میں کوئی ٹیڑھ نہیں، ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ جسے یکسو ہو کر اس نے اختیار کیا تھا اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا۔ کہو، میری نماز، میرے تمام مراسم عبودیت، میرا جینا اور میرا مرنا، سب کچھ اللہ رب العالمین کے لیے ہے، جس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور سب سے پہلے سر اطاعت جھکانے والا میں ہوں۔

(سورۃ الانعام آیات نمبر ۱۶۰ تا ۱۶۳)

Leave of Absence

Mr. Chairman: Leave applications. Senator Rahat Jamali has requested for the grant of leave for 14th June, 2024 due to personal engagements. Is leave granted?

(Leave was granted)

Mr. Chairman: Senator Professor Sajid Mir has requested for the grant of leave for 14th June, 2024 due to personal engagements. Is leave granted?

(Leave was granted)

Mr. Chairman: Senator Dr. Zarqa Suharwardy Taimur has requested for the grant of leave for 12th June, 2024 due to personal engagements. Is leave granted?

(Leave was granted)

Mr. Chairman: Senator Nasir Mehmood has requested for the granted of leave from 24th June, 2024 to end of the current Session due personal engagements. Is leave granted?

(Leave was granted)

Mr. Chairman: Senator Irfan-ul-Haque Saddiqui has requested for the granted of leave from 28th June, 2024 to end of the current Session due to personal engagements in abroad. Is leave granted?

(Leave was granted)

جناب چیئرمین: سینیٹر راجہ ناصر عباس صاحب۔

Further Discussion on the Finance Bill 2024-25

Senator Raja Nasir Abbas

سینیٹر راجہ ناصر عباس: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ اس سے پہلے کہ میں اپنی گفتگو کا آغاز کروں، جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ میں بالکل پہلی بار کسی ایوان میں آیا ہوں، تجربہ کار بھی نہیں ہوں۔ کوشش کرتا ہوں کہ یہاں جو بزرگان اور

بیٹھے ہیں ان سے سیکھوں۔ سینیٹ کے اخلاق اور طور واطوار سیکھوں، یہاں کے گفتگو seniors
کے آداب سیکھوں تاکہ اپنے عوام کا ایک بہترین نمائندہ بن سکوں۔

امام علی علیہ صلوٰۃ والسلام کا معروف جملہ اور کلام ہے کہ (عربی)، انسان اپنی زبان کے پیچھے چھپا ہوا ہوتا ہے۔ جب بولتا اور گفتگو کرتا ہے تو پہچان لیا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ انسان اپنے کلام کا اسیر ہوتا ہے، جب تک نہیں بولتا وہ گفتگو، وہ کلام اور وہ بات اس کی قید میں ہوتی ہے، جب وہ بول دیتا ہے تو اپنی بات کا اسیر ہو جاتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اپنی زبان کی اسی طرح سے حفاظت کرو جیسا کہ سونے اور چاندی کی حفاظت کرتے ہو۔ بعض ایسی باتیں ہوتی ہیں جو نعمتوں کو ضائع کر دیتی ہیں، نعمتیں چھن جاتی ہیں اور انسانوں کے لیے مصیبتیں اور ابتلاءات لے کر آتی ہیں۔ زبان بہت اہمیت کی حامل ہے اور یہاں عموماً گفتگو اور بات ہوتی ہے اور عمل بھی بہت اہم ہے۔

جناب چیئرمین! ہم بجٹ کے حوالے سے گفتگو کر رہے ہیں۔ بجٹ پورے سال کا ملک کا اقتصادی plan and programme ہوتا ہے جس کا براہ راست تعلق عوام کی زندگی کے ساتھ ہے، ملک کی اقتصادی صورت حال کے ساتھ ہے۔ ہمارا وطن عزیز strategically بہت اہم جگہ پر واقع ہے۔ پانچ ارب سے زیادہ انسانوں کی connectivity کا hub ہے۔ بہت اہم جگہ پر واقع ہے۔ اگر درست اقتصادی و سیاسی planning and programmes ہوں، internally جو ہمارے داخلی امور ہیں انہیں صحیح طرح سے انجام دیا جائے تو ہمارا ملک بہت آگے جا سکتا ہے۔ ہماری خارجہ پالیسی میں استقلال ہو، پاکستان کے national interest and security کا داخلہ پالیسی میں اور اقتصادی plans میں بھی خیال رکھا جائے۔ ہم بہت آگے بڑھ سکتے ہیں اور ترقی کر سکتے ہیں۔ خود سوچیں کہ پانچ ارب انسانوں کی connectivity کا hub ایک چوک یا چوراہا ہے۔ جن ممالک کے اندر اقتصادی energy کے ذخائر کی joint efficiency ہے ،انہیں ملاتا ہے۔ دنیا کی کتنی عظیم آبادی اس کے اطراف میں ہے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارا ملک پتا نہیں کیوں دن بدن حکمرانی کے حوالے سے اور good governance کے حوالے سے بھی decline کا شکار ہوا ہے۔ اس کے نتیجے میں ہمارے ملک میں انحطاط آئے ہیں اور decline آیا ہے۔ ان میں سے ایک اقتصادی طور پر ہم مشکلات کا شکار ہیں۔ بجٹ تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ پاکستان کے جو اقتصادی ماہرین ہیں، اس ملک کے اندر، یونیورسٹیوں میں ہیں اور مختلف جگہوں پر موجود ہیں، وہ لوگ جو پاکستانی عوام کے ساتھ براہ راست رابطے میں رہتے

ہیں اور ان کا درد محسوس کرتے ہیں، وہ elite class نہیں ہیں، اشرافیہ نہیں ہیں۔ انہیں شامل کیا جائے تاکہ لوگوں کے دکھ درد بانٹے جائیں اور وہ کم سے کم ہوں۔ ایسا بجٹ جو طبقاتی تقسیم کو مزید بڑھادے، غریب کو غریب تر کردے اور ہماری middle class کو بھی ختم کرنا شروع کردے تو میرے خیال میں اس بجٹ کے نتیجے میں مشکلات پیدا ہو جائیں گی اور بظاہر ایسا ہی لگتا ہے۔

آپ دیکھیں تنخواہ دار طبقے پر جو taxes لگائے گئے ہیں یہ جان لیوا ہیں، یہ مزید مشکلات پیدا کر دیں گے، ان کے گھروں میں سختیاں آئیں گی۔ آپ دیکھیں کہ تنخواہ دار طبقے کے taxes کے حوالے سے لکھا ہے direct taxes بھی ہیں اور indirect taxes بھی ہیں، ایک لاکھ روپے میں کس طرح سے ایک انسان اپنے گھر کا بجٹ بنا سکتا ہے؟ کم سے کم 36000 روپے تنخواہ رکھی گئی ہے۔ 36000 روپے میں کوئی بھی ماہر ترین بجٹ بنانے والا، ماہر اقتصادیات ہمیں بتلائے کہ ہم گھر کا کیسے بجٹ بنا سکتے ہیں۔ بجلی کے بل کہاں سے دے گا، بچوں کے سکول کی فیسیں کہاں سے دے گا، ان کا علاج کہاں سے کروائے گا، اگر کرائے کے گھر میں رہتا ہے تو مکان کا کرایا کیسے دے گا۔ میرے خیال میں غریب جو ایک چھوٹا سا لقمہ کھاتا ہے یہ اسے بھی چھیننے کی کوشش کی گئی ہے۔ پاکستان بہت rich ملک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت عظیم potential رکھا ہوا ہے، اس کے پہاڑ ہمارا سرمایہ ہیں، اس کی زمینیں اور دریا ہمارے لیے سرمایہ ہیں، اس کا سمندر ہمارے لیے بہت بڑا سرمایہ ہے لیکن mismanagement اور بے توجہی جس کے نتیجے میں ہم ہر روز مشکلات کا شکار ہیں۔

اس بجٹ کے اندر future کے حوالے سے کوئی vision نہیں ہے۔ آپ دیکھیں کہ اس بجٹ میں عوام کو غربت سے نکالنے کے لیے کوئی راستہ دکھایا گیا ہے کہ کس طرح سے عوام کو اوپر اٹھایا جائے گا، کس طرح سے عوام کی income میں اضافہ کیا جائے گا، برآمد میں اضافہ کیا جائے گا، کوئی نہیں بتایا گیا۔ پاکستان کی industry کو کیسے develop کیا جائے گا۔ پاکستان کے اندر اگر internal production نہیں ہو گی، ہمیں پہلے ہی consumer society بنایا جارہا ہے، چیزیں باہر سے import ہوں گی تو ہم مزید کمزور ہوتے جائیں گے۔ اس وقت پاکستان میں industrialist رو رہا ہے، ہم چند روز پہلے فیصل آباد گئے تھے، وہاں ہماری textile industries اور مختلف industries کے لوگوں سے ملاقاتیں ہوئیں۔ Flour Mills والے کہنے لگے کہ فیصل آباد میں 55 Flour

Mills ہیں، جن میں سے 35 بند ہیں۔ یہ صورت حال پیدا ہو رہی ہے۔ اسی طرح سے textile کے لوگ کہہ رہے تھے کہ ہماری فیکٹریاں تو 40-30 فیصد کام کر رہی ہیں۔ یہاں پر 30 لاکھ مزدور کام کرتے ہیں وہ بے روزگار ہو رہے ہیں۔ آپ بتائیں کہ جب ہماری industry ڈوب رہی اور غرق ہو رہی ہو گی تو ہم اسے support کے لیے کچھ بھی نہیں دیں گے؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم اگر bank سے 22%-21 پر پیسے لیتے ہیں تو پھر ہم international market میں بالکل compete نہیں کر سکتے ہیں، اب ہر چیز مہنگی بنتی ہے، بجلی مہنگی ہے، بعض اوقات ہوتی نہیں ہے۔ مقابلے میں جو دوسرے ممالک ہیں ان کی چیز جب مارکیٹ میں آتی ہے تو اس کی قیمت ہماری چیز سے کم ہوتی ہے اس لیے وہ اسے خرید لیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اب ہمارے پاس آرڈر ہی نہیں ہیں، خام مال موجود ہے، چیزیں موجود ہیں، فیکٹری موجود ہے، کیوں آرڈر نہیں ہے کیونکہ ہماری چیزیں مہنگی produce ہو رہی ہیں۔ اگر اس طرح ہو گا تو ہمارا ملک دن بدن مشکلات کا شکار ہو گا۔ جناب چیئر مین! ہم مہنگائی کی طرف چلے جائیں گے، سختیوں کی طرف جائیں گے، عوام مہنگائی کی چکی میں پستے چلے جائیں گے اور جب مہنگائی بڑھتی ہے تو حکومت اور حکمرانوں کی طرف سے لوگوں کو اپنی income بڑھانے کا کوئی راہ حل نہیں دیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنی ضروریات پوری کر سکیں۔ کرپشن پھیلتی ہے، فساد پھیلتا ہے، رشوت پھیلتی ہے، اخلاقی بدحالی پیدا ہوتی ہے۔ اس بجٹ کے اندر جن لوگوں نے اس ملک کی اقتصاد اور وسائل کو لوٹا ہے، یہ عوام کے وسائل تھے، یہ کسی کے ذاتی وسائل نہیں تھے، جنہوں نے لوٹا ہے ان سے واپس لینے کا یہاں کہیں نہیں کہا گیا ہے، آپ ان سے کیسے واپس لیں گے۔ کرپشن کو روکنے کے لیے کیا کیا جائے گا، اس سے پہلے جو کرپشن ہوئی ہے، جس نے مال لوٹا ہے کیا وہ اس کا مالک بن گیا ہے، وہ اس کی ملکیت بن گیا ہے؟ نہیں، وہ غصب کا مال ہے، غیر قانونی اور illegal ہے لہٰذا وہ مال واپس ہونا چاہیے، کرپشن کا راستہ روکنا چاہیے۔ اگر ہم وہ لوٹا ہوا مال واپس نہیں لیں گے تو اور جرات پیدا ہو گی، وہ لوٹنے کے لیے اور دلیر ہو جائیں گے۔

دیکھیں امام علی علیہ صلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں مالک اشتر کو، جب اسے مصر کا حکمران بنایا، کہتے ہیں کہ اگر آپ سے عوام ناراض ہوں اور خواص یا elite class راضی ہو یہ درست نہیں ہے۔ ان کی رضاعیت کبھی بھی عوام کی ناراضگی کی جگہ نہیں لے سکتی ہے اور اگر عوام راضی ہو جائیں، عام آدمی راضی ہو اور elite class ناراض ہو جائے، بے شک ہو جائے، عوام کا ساتھ اور حمایت تیری حکومت کو مضبوط رکھے گا۔ آپ مجھے بتلائیں کہ پاکستان کے

عوام حکومت کے ان اقدامات کو اور اس بجٹ کو لے کر حکومت کا ساتھ دینے کو تیار ہیں؟ حکومت کو برداشت کرنے کو تیار ہیں، وہ اسے قبول کرتے ہیں؟ ہر گز نہیں کرتے۔ آپ مارکیٹ اور بازار میں چلے جائیں تو حکومت نام کی کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ قیمتوں پر کنٹرول نظر نہیں آتا۔

ابھی آپ نے پٹرول پر levy بڑھا دی ہے، کتنی مہنگائی ہو گی۔ ہمارے ایک دوست ہیں جن کا اوکاڑہ سے تعلق ہے، ہم ان کے ساتھ ہوتے ہیں، وہ اینٹ کا ایک ٹرک منگواتے ہیں، کچھ عرصہ پہلے اس کا کرایہ -/34000 روپے تھا، آج اس کا کرایہ -/105000 ہے۔

کتنی چیزیں مہنگی ہو رہی ہیں۔ Petrol کی قیمت بڑھنے سے کتنی چیزوں کی قیمتیں بڑھ رہی ہیں، transport کے اخراجات بڑھیں گے، خرچہ بڑھے گا ultimately مہنگائی بڑھے گی۔

یہ budget جو ہم نے پیش کیا ہے اس میں غریب کو جو کہ پاکستان کی اکثریت ہے ان کے حق کو پامال کیا گیا ہے۔ وہ کہاں سے علاج کروائیں گے؟ وہ اپنے بچوں کی شادیاں کیسے کریں گے۔ اپنی بیٹیوں کی شادی کر کے کیسے ان کو ان کے گھر میں منتقل کریں گے؟ Elite class کو اللہ تعالیٰ نے بہت وسائل دیے ہیں، اللہ نے دیے ہیں یا ان کے اپنے ہیں یا کہیں سے لائے ہیں بہر حال بہت سارے وسائل ان کے پاس ہیں۔ وہ جب اپنے بچوں کی شادیاں بھی کرتے ہیں تو کتنا خرچا کرتے ہیں، بڑے بڑے شادی ہال book کرتے ہیں اور بے پناہ خرچا کرتے ہیں لیکن غریب، مسکین، اس وطن کا بیٹا جو اصلی وارث ہیں سارا بوجھ اور تمام مشکلات عوام اٹھاتے ہیں۔ عوام کے کندھوں پر بوجھ آتا ہے۔ Elite class کوئی بوجھ نہیں اٹھاتی بلکہ پاکستان کے لیے مصیبت اور مشکلات ہیں۔ اگر ہم نے عوام کو مہنگائی کے ذریعے توڑ دیا، ان کی کمر توڑ دی تو اس ملک کا دفاع کون کرے گا؟ اس ملک کے ساتھ کون کھڑا ہو گا؟ اگر ہم ان کو اس طرح چھوڑ دیں گے، ان کے ساتھ تعلق نہیں رکھیں گے اور ہر budget میں ان کے اوپر کاری ضرب لگائیں گے۔ ,Economical war معیشتی جنگ، تو عوام ہمارا ساتھ نہیں دیں گے۔

اس budget کے اندر آپ مجھے بتائیں industries کو آگے بڑھانے کے لیے، بہتر کرنے لے لیے، production level increase کرنے کے لیے کیا اقدامات ہیں، کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ اس budget میں کوئی future planning نہیں ہے۔ جیسے ad hoc basis پر چیزیں بنائی جاتی ہیں اور جیسا IMF نے کہا بلکل ویسا ہی اس کو انجام دیا گیا ہے۔ عوام کو مد نظر نہیں رکھا گیا، حکمرانوں کی ذمہ داری ہے کہ عوام کو look after کریں۔ وہ امین ہیں پاکستان کے آئین اور قانون کی روشنی میں اقتدار اللہ کے وہ امین ہیں، حاکمیت اعلیٰ اللہ کی ہے وہ مالک نہیں ہیں اقتدار کے۔ عوام کے پیسوں اور مال میں تصرف بہت عام ہے اس سے عیاشیاں نہیں ہو سکتیں۔ عوام کا مال ہے، tax عوام کا مال ہے اور عوام پر ہی خرچ ہونا چاہیے، غریبوں پر خرچ ہونا چاہیے۔ ان کے بچوں کی تعلیم کے لیے خرچ ہونا چاہیے۔

پاکستان کے محروم علاقوں میں جائیں وہاں سکول ہی نہیں ہیں، بچے سکول نہیں جاتے۔ اس budget میں ان علاقوں کی تعلیم کے لیے کیا رکھا گیا ہے۔ پاکستان میں تعلیم کی ترقی کے

لیے کیا اقدامات کیے گئے ہیں؟ یہاں کہا جاتا ہے کہ پاکستان میں دو طرح کا نصاب چلے گا، میرے کچھ عزیزوں کے بچے Beacon house, Frobel's میں پڑھتے ہیں میں ان کو دیکھتا ہوں ان سے ملتا ہوں۔ آپ یقین کریں ان کی اپنے وطن سے attachment weak ہو رہی ہے وہ علامہ اقبال کو نہیں پڑھ سکتے، وہ پاکستان کا literature نہیں پڑھ سکتے، وہ پاکستان کے شعر نہیں پڑھ سکتے، پاکستان کا ڈرامہ نہیں پڑھ سکتے۔ وہ یہاں کی ثقافت اور culture سے انجان ہیں۔ ان کی زبان English ہو گئی ہے اردو زبان ہی نہیں ہے ان کی۔

ہماری Parliament میں English زبان میں بات کی جاتی ہے، English زبان کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ جو بچہ اپنی زبان بھول گیا ہے، اپنی مٹی سے detach ہو گیا ہے۔ اس کا پاکستان سے تعلق کمزور ہو گیا ہے۔ ہمیں ایسا تعلیمی نظام چاہیے جو ہماری نسلوں کو پاکستان کے ساتھ جوڑے رکھے، اپنی مٹی کے ساتھ جوڑے رکھے۔ ان کے اندر اخلاقیات، جرات، بہادری اور شجاعت کو پیدا کرے۔ انہیں لالچی نہ بنائے بلکہ اپنے وطن کی مدد سکھائے۔ پنجاب میں بچوں سے پوچھ لیں کہ A-level کے بعد کیا کرنا ہے تو وہ کہتے ہم پڑھنے کے لیے باہر جا رہے ہیں۔ ہمارے وطن کے تعلیمی ادارے اتنے کمزور کیوں ہیں؟ میرے خیال میں پاکستان میں ایک یکساں نصاب ہونا چاہیے اور پاکستان میں educational revolution کے لیے کام کرنا چاہیے۔ ہمارے ملک میں 60% سے زیادہ نوجوان ہیں جو پاکستان کے لیے ایک opportunity بھی ہیں اور ایک threat بھی بن سکتے ہیں۔ جوانو ں کو empower کرنے کے لیے ان کو طاقتور بنانے کے لیے، ان کو positively utilize کرنے کے لیے، ان کے لیے positive راستے کھولنے لے لیے اس budget میں کچھ نہیں ہے کہ نوجوانوں کو کس طرح سے اوپر لے کر آئیں گے۔ ہم نوجوانو ں کی potential سے کیسے اس ملک کو طاقتور بنائیں گے۔ ایسی کوئی چیز نہیں ہے اس بجٹ میں۔

جو teachers ہیں جو تعلیم دیتے ہیں ان کے حوالے سے کیا اقدامات کیے ہیں؟ آپ نے نہ تو ان کی تنخواہ بڑھائی بلکہ مزید tax لگا دیا ہے، direct and indirect taxes لگا دیے ہیں اور ان کے لیے مشکلات بڑھ گئی ہیں۔ میرے خیال سے یہ budget پاکستان کے عوام کو غریب سے غریب تر بنائے گا اور elite class کو مال دار بنائے گا اور زیادہ طاقتور بنائے گا اور یہ طبقاتی نظام ملک کے future کے لیے، ملک کی سالمیت کے لیے انتہائی خطرناک ہے۔

اسی طرح سے اس budget میں آپ دیکھیں کہ پاکستان کس جگہ واقع ہے۔ میں نے پہلے بھی کہا کہ strategically بہت اہم جگہ پر واقع ہے۔ پانچ ارب انسانوں کی connectivity کا hub ہے۔ پاکستان کا economical future کیا ہو گا، neighbour Countries سے کیسے تعلقات کیسے ہوں گے۔ اپنے سارے کے سارے انڈے اگر Europe کی basket میں ڈال دیں گے اور وہاں پر ہمیں کچھ trade plus مل جائے گا اور ہم اس پر توقع رکھیں گے۔ ہمارے Afghanistan کے ساتھ تعلقات بہتر کیوں نہیں ہو رہے ہیں، ہمارے ایران کے ساتھ تعلقات بہتر کیوں نہیں ہو رہے، Central Asia, Indonesia, East کے ساتھ۔ ہمارے ملک میں energy crisis ہے بہت بڑا energy crisis ہے لیکن یہ درست ہو سکتا تھا۔ کہاں سے ہو سکتا تھا؟ اپنے neighbour Country سے گیس، پیٹرول، ڈیزل لے سکتے تھے۔ سال گزر گئے ہیں وہ اپنی طرف سے pipeline ڈال کر بارڈر کے قریب لے آئے ہم نے یہ کام کیوں نہیں کیا؟ ہم امریکہ سے ڈرتے ہیں؟

ہمارے عوام غربت کی چکی میں پس کر مر جائیں، کراہتے رہیں لیکن امریکہ ناراض نہ ہو۔ اگر عوام ناراض ہو گی تو امریکہ راضی بھی رہے تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ امریکہ چاہتا ہے کہ پاکستان isolate ہو جائے اس حساس دور کے اندر جب دنیا کے اندر power shift ہو رہی ہے East to West and West to East کی طرف بڑے بڑے changes اس region میں آ رہے ہیں۔ ہم کمزور ہو گئے تو irrelevant ہو جائیں گے ہماری کوئی سنے گا ہی نہیں۔ ہم 25, 26 کروڑ عوام کا ایٹمی ملک ہیں کہاں گئی ہماری طاقت، کہاں گئی ہماری power ان تجاوزات کے اندر۔ نئے طاقتور region وجود میں آ رہے ہیں اور پاکستان کہاں کھڑا ہے۔

پاکستان کو چاہیے کہ اپنے عوام کے لیے، اپنے ملک کے لیے پاکستان کا اقتصادی plan ہو، economical strategy ہو، Eastern countries کے ساتھ relations بنائیں۔ آپ India کو دیکھ لیں، Russia کے اوپر بہت زیادہ sanctions ہیں لیکن India نے امریکہ کی sanctions کو نہیں مانا ہے۔ انڈیا کے Russia کے ساتھ بہترین تعلقات ہیں۔ بعض خبریں ہیں کہ Russia کا تیل India نے خرید لیتا ہے اور پھر وہ اس کو بیچتا ہے۔ India نے America and

Russiaکے ساتھ کتنا balanceرکھا ہوا ہے۔ Indiaنے اپنے National interestپرcompromiseنہیں کیا۔ ہم نےcompromiseکیوں کیا ہوا ہے؟

جناب چیئرمین: آپ ابwind upکریں۔ آپ پہلی دفعہ بول رہے ہیں۔

سینیٹر راجا ناصر عباس: جناب چیئرمین! کل لوگوں نے آدھا آدھا گھنٹہ پچاس منٹ بات کی ہے۔ میں دو چار باتیں کرکے ختم کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: پارلیمانی لیڈر جو ہیں ان کو ہم نے پندرہ منٹ دیے ہیں آپ کو سترہ منٹ ہو گئے ہیں۔

سینیٹر راجا ناصر عباس: میرا ایک سول ہے کہ کیا اس budgetکے اندر ہمارا future planہے؟ کس طرح سے اقتصادی پروگرام ہو گا یا خالی IMFکے ساتھ جانا ہے، کوئی اور راستہ ہمارے پاس نہیں ہے؟ ہمارے Minister for Finance نے کہا کہ ہمارے پاس بہت limited optionsہیں۔ اگر آنکھیں دیکھنے والی ہوں تو بہت optionsہیں۔ میں نے پہلے کہا پانچ ارب انسانوں کی connectivityکا hubہے۔ ہمارے اطراف میں پوری دنیا موجود ہے، قریب ہیں، ہمسائے ہیں ہم بہت کچھ کر سکتے ہیں لیکن اس budgetکے اندر، look towards Eastجسے کہتے ہیں۔ ہمیں اپنے تعلقات ان ممالک کے ساتھ بہتر کرنے چاہیں ہمیں جو ممالک Eastمیں ہیں، Central Asia, Russia, Iran, Arab countries, Malaysia, Indonesiaکے ساتھ ہیں۔

ہمیں اپنی exportsکو بڑھانے کے لیے اپنی productionکو بڑھانا پڑے گا، اپنی industryکو supportکرنا پڑے گا۔ اس حوالے سے کچھ بھی نہیں ہو رہا ہے، ایسا لگتا ہے جیسے ہمارا ملک بند گلی میں چلا گیا ہے اور اقتصادی طور پر کہتے ہیں کہ کوئی optionنہیں ہے۔ ہم نے اب گلےIMF کا پھندہ ڈالنا ہے اور لٹک کے مرنا ہے۔ ہم لٹکیں گے elite classنہیں لٹکے گی کیونکہ ان کے پاکستان سے باہر بہت سارے وسائل، جگہیں، گھر، تعلقات ہیں۔ غریب کو پھانسی پر لٹکانا چاہتے ہیں، economicalپھانسی گلے میں مہنگائی کا پھندہ ڈال کر انہیں کچلنا چاہتے ہیں۔ ان کی سانس دبانا چاہتے ہیں تاکہ جب society weakہو جائے گی اسے اپنی پڑ جائے گی، اپنی social powerکھو بیٹھے گی۔

لوگوں کو پہلے تقسیم کیا گیاعلاقایت کے نام پر، لسانیت کے نام پر، نسلیت کے نام پر تاکہ societyاپنی social powerکھو دے پھر اس کو جیسے کچلا جائے یہ بے حس ہو جائیں، میت کی طرح ہو جائیں۔ آج مہنگائی کے زریعے یہ ہو رہا ہے مزید گلا گھونٹا جا رہا ہے۔ اس کی سانس کو مزید دبایا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین! یہ ایک انتہائی ظالمانہ budget ہے جس سے آپ دیکھ لیں پاکستان کے عوام کی آواز کو نقارہ خدا سمجھو۔ عوام کیا کہتے ہیں اس budgetکے بارے میں۔ پاکستان کا پڑھا لکھا طبقہ جو columnist بھی ہیں کیا کہہ رہے ہیں، پاکستان کے industrialistکیا کہہ رہے ہیں، پاکستان کے Chambers of Commerceسب چیخ رہے ہیں اس وقت۔ میرے خیال سے کاش یہ budget جیسے بنانا چاہیے تھا ویسے بنایا جاتا۔ غریب عوام کا خیال رکھا جاتا، عام آدمی کا خیال رکھا جاتا، industry کو developکیا جاتا، ہم آگے بڑھتے اور ہمارا ملک بہتر ہوتا۔ اس budgetکے بعد ہم اور نیچے گریں گے۔ آپ دیکھیں گزشتہ چند سالوں میں مہنگائی کہاں پہنچ گئی ہے اور اس مہنگائی کے نتیجے میں پاکستان کے عوام کا استحصال ہو گا، ظلم ہو گا اور کبھی بھی انسان ظلم کرکے حکومت میں نہیں رہ سکتا۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Moulana Atta-ur-Rehman Sahib, Parliamentary Leader from JUI.

<u>Senator Atta-ur-Rehman</u>

سینیٹر عطاء الرحمٰن: (عربی) بجٹ پر بحث جاری ہے لیکن ہم یہ سوچ رہے ہیں کہ یہ بجٹ پاکستان کے عوام کے لیے بنایا گیا ہے یا پھر Establishmentکے لیے بنوایا گیا ہے۔ ہمیں ہمیشہ کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ دفاعی بجٹ ہے اور یہ ملک کی حفاظت کے لیے ہے۔ فلاں فلاں ہے، یہ ہے اور وہ ہے۔ تو اگر یہاں ہمارے حکومتی اداروں کی کارکردگی کو دیکھا جائے تو اس کارکردگی کی بنیاد پر بجٹ بننا چاہیے تھا لیکن میرے خیال میں یہ بجٹ کارکردگی کی بنیاد پر نہیں بنایا گیا ہے بلکہ بندوق کے زور پر بنایا گیا ہے۔ یہ بجٹ Establishmentکے لیے بنایا گیا ہے۔ ان کے لیے یہ بجٹ ترتیب دیا گیا ہے۔ اس کے مقابلے میں اگر ہم دیکھیں کہ ان کی کارکردگی کیا ہے اور انہوں نے اس ملک کا تحفظ کتنا کیا ہے۔

جناب چیئرمین: سینیٹر سعدیہ عباسی صاحبہ! آپ غلطی سے کسی اور سیٹ پر بیٹھ گئی ہیں۔ You have changed your seat. O.K. ٹھیک ہے۔ سینیٹر عطاء الرحمٰن صاحب! آپ تقریر جاری رکھیں۔

سینیٹر عطاء الرحمٰن: میرے خیال میں یہ بجٹ صرف بندوق کے زور پر بنایا گیا ہے۔ کارکردگی کی بنیاد پر یہ نہیں بنایا گیا ہے۔ آئے روز ملک میں دہشت گردی کا نام لے کر اپنے ملک کے اندر قبضے کرنا، یہ رویہ بین الاقوامی سطح پر امریکہ نے اپنایا کہ امن کے نام پر وہ ہمارے اس خطے میں آتے ہیں اور جس کو مرضی چاہیں وہ امن کے نام پر ذلیل و خوار کر دیتے ہیں۔ جبکہ ہمارے ملک میں ہمارے Establishment ادارے یا فوج اپنے ملک میں امن کے نام پر جاتی ہے اور وہاں کے عوام کو ذلیل و رسوا کرتی ہے۔ جگہ جگہ پر checking points لگا کر وہاں ان کی تلاشی اور ان کی بے عزتی کرنا۔ خاص کر ہمارے صوبہ خیبر پختونخوا میں آپ کو اگر یاد ہو جب فاٹا کا انضمام ہو رہا تھا تو اس کی میٹنگ میں آپ اور میں دونوں شریک تھے۔ بڑی جلدی تھی اس اجلاس میں کہ بس اس کے لیے کوئی طریقہ کار بنائیں اور جلدی کریں۔ میں نے آپ سے گزارش کی کہ مجھے سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ جلدی کیوں کی جا رہی ہے؟ پھر میں نے ایک مثال بھی آپ کو سنائی کہ دیوار نے کیل سے کہا کہ میں نے تمہارا کیا نقصان کیا ہے کہ تم میرے اندر گھستے ہو۔ تو اس نے جواب دیا کہ پیچھے ہتھوڑے کا زور ہے۔

جناب چیئرمین! اب یہاں ہمارا خیال یہ ہے کہ اس بجٹ کے پیچھے بھی بوٹ یا ہتھوڑے کا زور ہے لیکن بہر کیف میں سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ عوام کے لیے نہیں بنایا گیا ہے۔ عوام کو ذلیل و رسوا کرنے کے لیے بنایا گیا ہے۔ لگتا ایسے ہے کہ پاکستان صرف اور صرف Establishment کا ملک ہے۔ یہ عوام کا ملک نہیں ہے۔ اگر یہ رویہ ہو گا تو کہتے ہیں کہ تنگ آمد بہ جنگ آمد۔ ہم قوم کو اس طرف لے کر جا رہے ہیں کہ یہ قوم اٹھے اور ہمارے گریبانوں میں ہاتھ ڈالے۔ پھر ظلم بالا ظلم یہ ہے کہ قوم کے سامنے میڈیا اور سوشل میڈیا پر مجرم سیاستدان ہوتے ہیں۔ حکومتی بھاگ دوڑ بظاہر عوامی نمائندوں کے پاس ہوتی ہے لیکن وہ قصہ مشہور ہے کہ مالک اپنے بکرے کو مارتا رہا اور آٹا بندر کھاتا رہا۔ ملک Establishment کھا رہی ہے اور سیاستدانوں کے منہ پر تھوڑا سا بجٹ میں آٹا مل دیا جاتا ہے اور مالک سمجھتا ہے کہ شاید یہ سارا نقصان بکرے نے کیا ہے۔ تو ہمیں سمجھنا چاہیے ان نمائندوں کو اور خاص کر میں اپنے سیاسی زعما، لیڈران اور رہبران کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ ایک وقت تھا جب مارشل لاء لگتا تھا تو لوگوں کی توجہ ادہر ہوتی تھی۔ آج عوام آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ آپ کے پاس اختیار کچھ بھی نہیں ہے۔ آپ کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے حتیٰ کہ آپ کسی ڈپٹی کمشنر یا کمشنر کے تبادلے کے بارے میں حکم جاری نہیں کر سکتے جب ان اداروں کی طرف سے ان کو اجازت نہ

ملے کہ فلاں کو تبدیل کرو یا فلاں کو کرو۔ ان اختیارات کے ساتھ ہماری اس حکومت کا فائدہ کیا ہے؟ ہم کیوں اپنے آپ پر وہ الزام لا رہے ہیں کہ یہ سب کچھ ہم کر رہے ہیں۔ حالانکہ ہمیں بھی پتا ہے اور حکمرانوں کو بھی پتا ہے۔ ہمارے لیڈران کو بھی پتا ہے۔ سب کو پتا ہے۔ وہ ادارے اور وہ لوگ ہمارے ان لیڈران کے پیچھے چھپ کر قوم کے ساتھ جو ناروا ظلم کرتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ بس گاڑی کی ڈرائیونگ ایک جنرل کے ہاتھ میں ہے اور اس میں ہمارے لیڈران اور نمائندوں کو آگے بٹھا کر قوم کو یہ دکھا رہے ہیں کہ نہیں، ہم نہیں ہیں یہ لوگ ہیں۔ تو ہم کیوں قوم کے سامنے مجرم بن رہے ہیں۔ کیوں ہمیں قوم کے سامنے صاف بات نہیں کرنی چاہیے۔
ابھی گزشتہ جو الیکشن ہوا ہے۔ یعنی عجیب بات یہ ہے کہ اس الیکشن میں جو ظلم ہوا۔ جس طرح لوگوں کو چن چن کر یہاں پارلیمنٹ میں لایا گیا۔ تو اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ پارلیمنٹ ہمارے عوام کی پارلیمنٹ نہیں ہے۔ یہ Generals کی پارلیمنٹ ہے۔ عوام کے نمائندے یہاں نہیں بیٹھتے ہیں بلکہ یہاں Generals کے نمائندے بیٹھے ہیں۔ گزشتہ دنوں بھی میں نے آپ کی خدمت میں گزارش کی کہ ہمارے صوبہ خیبر پختونخوا میں ابھی تک سینیٹ کا الیکشن نہیں ہوا۔ اس وقت بھی آپ کا سینیٹ 11 نمائندوں سے محروم ہے۔ پھر ظلم بالا ظلم یہ ہے کہ ہماری کارروائی اور ہمارے سینیٹ کو تکمیل کی طرف لے جانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یہاں کمیٹیوں کی تقسیم ہو چکی ہے۔ کل جب وہ 11 نمائندے آئیں گے تو ان کو صرف کمیٹیوں کا ممبر بنا کر تسلی دی جائے گی۔ یہ ہم کس طرف جا رہے ہیں اور کس کے کہنے پر یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ کیوں ہم مطالبہ نہیں کرتے کہ KP میں سینیٹ کا الیکشن فی الفور کرایا جائے۔ اب اس کو عدالت کی طرف لے گئے۔ وہاں کا ہتھوڑا پڑا ہوا ہے۔ انہوں نے پھر ایک مہینے کی تاریخ دے دی ہے اور اس پر پھر اگلے مہینے کی تاریخ دے دیں گے۔

جب تک ہمارے generals نہیں چاہیں گے، جب تک ہمارے بوٹ نہیں چاہیں گے، ہم اس ایوان میں خیبر پختونخوا کی نمائندگی دینے کو تیار نہیں ہیں۔ پھر کس کس کو دینی ہے، کس طرح دینی ہے، یہ بھی ہمارے generals طے کریں گے۔ جب ان سے پوچھو کہ بھئی، تمہاری کارکردگی کیا ہے، تم نے سوائے اپنے عوام پر ظلم کرنے کے، سوائے اپنے عوام کو نیچا دکھانے کے، سوائے اپنے ملک کے اندر قبضے کرنے کے، کوئی اور کام کیا ہے۔

میں ذاتی طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارا یہ ادارہ اب عسکری ادارہ نہیں ہے۔ یہ ہمارا تجارتی ادارہ ہے۔ ہمارے ملک کے اندر جتنی تجارت ہو رہی ہے، آپ دیکھیں، ہمارے سیمنٹ کے کارخانے جو عسکری سیمنٹ کے نام سے ہیں، جنرل ٹائرز کے نام سے، غرض اس ملک کے کاروبار کے تمام راستوں پر ہمارے generals کا قبضہ ہے۔ یہ ایک کاروباری ادارہ بن چکا ہے۔ اس کو عسکری ادارہ کہنا اس ملک کی توہین ہے۔

آج انڈیا کے مودی صاحب ہمیں تقریر میں کہتے ہیں کہ اب پاکستان سے ہمیں کوئی خطرہ نہیں۔ کیوں؟ ان کو پتا ہے کہ یہاں جس ادارے نے جو کام کرنا تھا، وہ اپنا کام بھول چکا ہے۔ ان کو صرف اپنے ملک پر قبضہ کرنا آتا ہے، اس کے علاوہ انہیں کچھ نہیں آتا۔ ہمارے ملک کی پالیسیاں، ہمارے ملک کا بجٹ، ہمارے ملک کی خارجہ پالیسی، ہمارے ملک کی داخلہ پالیسی، میں اپنے قومی لیڈران سے پوچھنا چاہتا ہوں کیا ہماری مرضی کے مطابق بنتی ہیں یا GHQ سے ہمیں چھپا چھپایا منصوبہ اور چھپے چھپائے orders آجاتے ہیں کہ اس مرتبہ ہم نے یہ یہ کرنا ہے۔ اس کے باوجود بھی ہم سمجھتے ہیں، میں اپنے قومی رہنماؤں سے، سیاسی لیڈران سے دست بستہ گزارش کروں گا کہ فوج کی کالک اپنے منہ پر مت ملو۔ آئیں بیٹھیں، سوچیں کہ ہم نے اس ملک کو کیسے بچانا ہے۔ کسی اور سے نہیں، اپنے ان establishment کے اداروں سے، اپنے جنرلوں سے اس ملک کو کیسے محفوظ کرنا ہے۔ اگر ہم نے اس ملک کو اپنے جنرلوں سے محفوظ کر لیا تو پھر شاید ہم کوئی اچھائی دیکھ پائیں گے، کوئی اچھا دن دیکھ پائیں گے۔ اگر ہم نے ان لوگوں کا راستہ نہ روکا، ہم نے ان کو اپنی بیرکوں کا راستہ نہ دکھایا تو پھر ساری زندگی ہم اسی طرح ذلیل ہوتے رہیں گے اور بین الاقوامی دنیا ہم پر ہنستی رہے گی۔

آج ہم کدھر کھڑے ہیں؟ ہمارا اختیار کیا ہے؟ بجٹ سے لے کر عام آدمی تک جا کر دیکھیں تو سہی، یہ بجٹ عام لوگوں کے لیے نہیں بنایا گیا ہے۔ تفاوت دیکھیں کہ ہمارے دفاعی اداروں کے لیے بجٹ میں کتنا حصہ رکھا گیا ہے اور ملک پاکستان کے عوام کے لیے کیا رکھا گیا ہے۔

اس پر ذرا سوچیں۔ اگر ہم یہی رویہ اختیار کرتے رہے، کل یہ عوام اٹھیں گے اور پھر یہ نہیں کہ وہ صرف جرنیلوں کو اور establishment کو سزا دیں گے، وہ ہمیں ان سے پہلے سزا دیں گے۔ اس وقت پھر کوئی لیڈر یہ گلہ نہیں کرسکے گا کہ میں تو اس جرم میں شریک نہیں تھا۔ لہٰذا، ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا ملک ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے۔ ہمارا بجٹ ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے۔ ہمارے ادارے ہمارے ہاتھ میں نہیں ہیں۔ حتیٰ کہ ٹرانسفر اور پوسٹنگ بھی ہمارے ہاتھ میں نہیں ہیں۔ بزعم خود ہم خوش ہیں کہ ہم تو اقتدار میں بیٹھے ہیں۔ ہماری قیادت مولانا فضل الرحمان صاحب نے الیکشن کے فوراً بعد اپنے سیاسی زعما سے یہ کہا تھا کہ حکومت میں مت جاؤ، اپوزیشن میں بیٹھو اور جن لوگوں کے نمائندے آئے ہیں، ان کو حکومت کرنے دو۔ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ کیسے حکومت کرتے ہیں لیکن ہمیں بھی تو صدر کا گھر چاہیے، ہمیں بھی تو وزیر اعظم ہاؤس چاہیے، ہمیں بھی تو خوشی ہوتی ہے کہ ہم اتنی بڑی کرسی پر بیٹھے ہیں۔ اختیار کچھ نہیں ہے لیکن چونکہ ہم بڑی کرسی کے خواہاں ہوتے ہیں، ہم محلات کے خواہاں ہوتے ہیں، لہٰذا، ہم اس طرف نہیں دیکھتے کہ اختیار کس کا ہے اور کس کا نہیں ہے۔ ہم صرف اس طرف دیکھتے ہیں کہ ہمیں محل میں چائے کس طرح پیش کی جاتی ہے اور ہماری عزت کس طرح کی جاتی ہے۔ یہ کوئی عزت نہیں ہے۔ اگر ہمیں بین الاقوامی طور پر عزت بنانی ہے تو پھر اس قوم کی صحیح معنوں میں نمائندگی کرنی ہوگی۔ قوم کے صحیح نمائندوں کو یہاں لانا ہوگا اور الیکشن میں ان لوگوں کا راستہ روکنا ہوگا۔

آج الیکشن بوتھ اور ووٹ کے اندراج سے لے کر الیکشن کے نتائج پر ہمارا کوئی بس چلتا ہے؟ ہم سے کوئی پوچھتا ہے؟ الیکشن ایک فراڈ ہے۔ الیکشن سے دو دن پہلے لکھا ہوا بھیج دیا جاتا ہے کہ اس حلقے سے فلاں کو کامیاب کرنا ہے۔ یہ کیا الیکشن ہے؟ کیوں ڈھونگ رچایا جارہا ہے۔ آپ کے خیال میں یہ ہے کہ شاید دنیا کو کچھ پتا نہیں ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ اس ملک کا بااختیار ادارہ کون سا ہے۔ اس لیے وہ آپ کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ اس لیے وہ آپ کو خیرات بھی نہیں دیتے جب تک آپ کے ساتھ باہر ملک میں کوئی جنرل نہ جائے۔ آپ پر کوئی اعتماد نہیں کرتا۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ اس ملک کی عزت بڑھائیں، اس قوم کی عزت بڑھائیں تو پہلے ان جنرلوں کا راستہ روکنا ہوگا۔ وہ اقتدار سے الگ ہوں، اپنی بیرکوں میں جاکر بیٹھیں اور عوام کے صحیح نمائندوں کو اقتدار دیں، ملک کا اختیار دیں، پھر دیکھیں یہ ملک ترقی کرتا ہے یا نہیں کرتا۔

ہم کس طرف جارہے ہیں؟ ہم کیا کررہے ہیں؟ ہمیں اپنی روش اور سوچ تبدیل کرنا ہو گی۔ اگر ہم نے اپنی روش اور سوچ نہ بدلی اور ان [***][1] کو ہم نے اسی طرح کھلا چھوڑا۔

Mr. Chairman: That word is expunged.

سینیٹر عطاء الرحمٰن: نتیجہ یہ نکلے گا کہ پھر یہ ملک انہی کے ہاتھوں، اسی طرح ذلیل ہوتا رہے گا، اسی طرح بین الاقوامی سطح پر رسوائی ہو گی اور ہم اپنے ملک میں ایسے رہیں گے کہ جیسے ہم کسی دوسرے ملک کے باسی ہوں یا ہم اس ملک کے مجرم ہوں۔ لہٰذا، میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ان لوگوں کو اقتدار سے دور رکھنا ہوگا۔ بجٹ پر بحث کرنے سے بہتر یہ ہوگا کہ ہماری پارلیمنٹ اس پر بحث کرے کہ ہم نے آگے بڑھنا ہے یا نہیں۔ میں انہی الفاظ پر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ہاؤس کا بھی۔ اللہ تعالیٰ میرا اور آپ کا حامی و ناصر ہو۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

جناب چیئرمین: سعدیہ عباسی صاحبہ۔ آپ بولنا چاہ رہی ہیں؟

سینیٹر سعدیہ عباسی: کسی اور کی باری ہے لیکن آپ front row دیکھیں۔ There is not a single Minister present in this House. کل بھی یہی صورت حال تھی۔ یہاں معزز اراکین اظہار خیال کر رہے ہیں، پارلیمنٹ کی اتنی بے توقیری ہے کہ اتنا بھی کوئی نہ کرے کہ وہ آ کر اراکین کی بات تو سن لے۔

جناب چیئرمین: میں نے سینیٹر شیری کو بھیجا ہے۔ کابینہ کی میٹنگز ہو رہی ہیں، الیکشن بھی ہو رہے ہیں، فنانس کمیٹی کی میٹنگ بھی چل رہی ہے تو میں نے کہا کہ some Minister should come and sit here.

The Secretarial staff, they are already here.

They take the minutes. سینیٹر سرمد علی۔

Senator Sarmad Ali

سینیٹر سرمد علی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم Mr. Chairman, thank you for giving me the opportunity to speak today. سینیٹ میں یہ میرا پہلا tenure ہے۔ میں سینیٹ کے آداب سے ناواقف ہوں تو اس لیے میں آپ سے اور اپنے colleagues سے diligence چاہوں گا کہ اگر مجھ سے کوئی غلطی ہو تو مجھے indulge کریں۔۔۔

Mr. Chairman: You are a first timer.

[1] *"Words expunged as ordered by Mr. Chairman."*

Senator Sarmad Ali: Sir, I am a first timer. This is my first tenure and I am speaking for the first time today, so I would request your indulgence as well as the indulgence of my colleagues here.

جناب! ہم سب کو معلوم ہے کہ ہم کن مخدوش اقتصادی حالات سے گزر رہے ہیں۔ اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ ہمارے پاس وسائل تو محدود ہیں اور مسائل لامحدود۔ ہم بہت limited fiscal space میں operate کر رہے ہیں، جہاں ہمارے اخراجات کا تخمینہ ہے، اس میں سے تقریباً پچاس فیصد debt servicing میں چلا جائے گا۔ اس کے علاوہ سولہ فیصد سول حکومت اور دفاعی اخراجات کے لیے مختص کیا گیا ہے۔ پنشن کے لیے 1014 ارب روپے مختص کیے گئے ہیں، وہ تقریباً سات فیصد، وفاقی حکومت کے کل اخراجات سے جو 839 ارب روپے سے زیادہ ہیں۔ یہ لمحہ فکریہ ہے کہ جب pensions وفاقی حکومت کے تمام اخراجات سے زیادہ ہو جائیں، اس کے بارے میں تو علیحدہ حکومت کو غور کرنا چاہیے۔ ان حالات میں ترقیاتی کاموں کے لیے obviously بہت limited space بچتی ہے۔ PSDP پر ہم نے تقریباً 1400 ارب روپے رکھے ہیں۔ ایک محاورہ ہے کہ "گنجی نہائے گی کیا اور نچوڑے گی کیا"۔ ہم اس جگہ آ کر کھڑے ہو گئے ہیں، ہمیں معلوم ہی نہیں ہے کہ ہم کیا خرچ کریں، کس پر خرچ کریں اور کہاں خرچ کریں۔ یہ بہت ہی limited space ہے۔ ظاہر ہے کہ ضرورت ہے کہ جو ہمارا بجٹ ہے اور جو revenue generation ہم نے کرنی ہے، اس کے لیے ہم creative طریقے اختیار کریں تاکہ ہم revenue generate کر سکیں لیکن ایسے طریقے اختیار کیے گئے ہیں، کچھ ایسی سفارشات دی گئی ہیں جو میری سمجھ سے بالاتر ہیں اور حیران کن ہیں۔ Churchill نے کہا تھا کہ it is on the health and education of its children that the future of a nation depends. ہم تعلیم کے لیے کیا مختص کرتے ہیں اور کیا تعلیم کا فنڈ بڑھاتے ہیں، بڑے عرصے سے کوشش کی جا رہی ہے اور کہا جا رہا ہے کہ کم از کم GDP کا چار فیصد ہمیں تعلیم کے لیے مختص کرنا چاہیے۔ اس کی تو بس ہم ہوائی باتیں کرتے ہیں اور کچھ نہیں ہوتا لیکن ہم نے حیران کن طور پر pencils, colour pencils, exercise books, sharpeners, erasers, calculator, writing ink, pen and ball points پر بھی 10% GST لگا دی ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ بچوں کی تعلیم کے ان بے ضرر instruments کو ہم tax net میں لا کر کیا حاصل کریں گے۔ ان والدین پر

who already are trying to meet both their ends, ہم کیا ظلم کرنے جارہے ہیں۔ جب ان کے بچوں کے تعلیم کے اخراجات بڑھارہے ہیں، جو چیزیں انہوں نے لینی ہیں ان میں ہوش ربا اضافہ ہو جائے گا، وہ پہلے ہی سے مہنگائی کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں، مجھے نہیں سمجھ آتی کہ یہ ہم نے کس خوشی میں کیااور اس سے ہم کتنے پیسے کما سکیں گے جو ہم نے pencils and colour pencils پر ٹیکس لگادیے ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ میں ایک اور بہت اہم issue کی جانب ایوان کی توجہ مبذول کرناچاہوں گااور وہ literacy کے فروغ کے لیے بہت ضروری ہےاور میرے دل کے بہت قریب ہے کیونکہ میری زندگی اسی دشت کی تنہائی میں گزری ہے، اخباری صنعت سے اس کا تعلق ہے۔ آج کل کے fake news اور disinformation کے اس دور میں جب مادر پدر آزاد سوشل میڈیا پر جھوٹ کا بول بالا ہے، وہاں اخبارات اپنی بقا کی جنگ لڑرہے ہیں تاکہ عوام کا right to know محفوظ رہ سکے۔ اخبارات کی اشاعت میں جو raw materials استعمال ہوتے ہیں، ان میں سب سے اہم بلکہ 90% raw material جو استعمال ہوتا ہے، وہ newsprint ہے اور سیاہی ہے۔ کاغذ ہوگااور نہ سیاہی تو اخبار چھپ ہی نہ سکے گا۔

اس بجٹ میں ہم نے newsprint پر، اخباری کاغذ پر 10% GST عائد کرنے کی تجویز دی ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ Publishers, Journalists and Editors نے پچھلے دو دنوں میں اپنے تحفظات کا اظہار کیا ہےاور اس کو اخباری صنعت کے لیے death knell کہا ہے۔ 2016-17 میں اخبارات پر 16% GST تھی، اس کو ختم کیا گیا تھا اس لیے کہ اخبارات GST کو price کے ذریعے عوام تک منتقل نہیں کر سکتے تھے، input and output کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ اس وقت یہ بھی سمجھا گیا تھا کہ literacy بڑھانے میں اخبارات تھوڑا سا کردار ادا کرتے ہیں، اس لیے ضروری تھا کہ اُن کو GST سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ 2016-17 سے لے کر آج تک کسی بھی حکومت نے اخباری کاغذ پر دوبارہ GST لگانے کی کوشش نہیں کی اور نہ اس کو ضروری سمجھا بلکہ 2019 میں 5% کسٹم ڈیوٹی اور 1% import duty کو بھی ختم کر دیا گیا تھا۔ اخبارات کوئی کاروباری ادارہ as such نہیں ہیں۔ ان کا اصل کام عوام کی آواز اور جمہوری اقدار کی نگہبانی کرنا ہے، شہریوں کو نہ صرف معلومات کی فراہمی بلکہ dialogue کو فروغ دینا حکومتی جوابدہی کو یقینی بنانا اور transparency کو promote کرنا ہے۔ ایک صحت مند

اور متحرک معاشرے میں اخباری صنعت فعال جمہوریت کے لیے ناگزیر ہے۔ Fake news and disinformation روکنے کے لیے باتیں تو بہت کرتے ہیں لیکن اس کو روکنے کے لیے legacy media and traditional media کو strengthen کرنے کی ضرورت ہے، نہ کہ ایسے اقدامات کیے جائیں جس سے legacy media and traditional media مزید کمزور ہو جائے۔

اخبارات obviously اس وقت جن مسائل سے گزر رہے ہیں چونکہ import based industry ہے تو ڈالر سے بہت زیادہ related ہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ اخبارات import based industry ہے، اس کے تمام raw materials درآمد کیے جاتے ہیں مثلاً کاغذ، پلیٹیں، سیاہی، فلمیں۔ پچھلے دو تین سالوں سے ڈالر کی اُونچی اُڑان چڑھی ہے، ڈالر اور روپے کی parity تقریباً double ہو گئی ہے۔اس سے اخبارات ویسے ہی ایک uneconomical environment میں operate کر رہے تھے۔ ان حالات میں تو ضروری یہ تھا کہ سیاہی اور پلیٹوں پر مختلف taxes کو ختم کیا جاتا، نہ کہ اخبارات کے کاغذ پر مزید GST لگا کر ان کو کمزور کیا جائے۔

میں حکومت سے درخواست کرتا ہوں کہ اس فیصلے کے نتائج پر سنجیدگی سے غور کریں۔ تقریباً کوئی چار سے ساڑھے چار ارب روپے سالانہ کا نیوز پرنٹ پاکستان میں import کیا جاتا ہے۔ یہ کوئی 15000 to 20000 ton per annum بنتا ہے۔ اگر چار سے ساڑھے چار ارب روپے کا سالانہ کا نیوز پرنٹ ہم دیکھیں تو کیا بنے گا، 40000 روپے، 45000 روپے، خدا کے واسطے! اس 45000, 40000 روپے کمانے کے چکر میں اخباروں کو بند نہ کر دیں، ان کو ایک کھڈے کے اندر نہ دھکیل دیں۔

میڈیا صحیح معنوں میں اس وقت آزاد ہوتا ہے جب وہ financially independent ہو۔ اگر آپ اُس کی financially independence کو مخدوش کر دیں گے تو میڈیا کس طریقے سے آزاد ہو گا؟ اس کی editorial آزادی ختم ہو جائے گی، سکڑ جائے گی۔

میرے خیال میں اس قسم کے اقدامات بغیر سوچے سمجھے کیے گئے ہیں، I don't think any thinking has gone into this, بغیر سوچے سمجھے لا کر پیش کر دیا گیا ہے۔ اس سے میڈیا کی fiscal space کم سے کم ہوتی چلی جائے گی بالخصوص چھوٹے

اور علاقائی اخبارات کے لیے جو آپ کے شہر ملتان میں بہت سارے اخبارات نکل رہے ہیں۔ باقی چھوٹے شہروں سے اخبارات نکلتے ہیں، ان تمام اخبارات کے لیے جن کو اشتہارات نہ ملتے ہیں اور نہ کوئی اور ذریعہ ہوتا ہے، وہ کس طریقے سے operate کریں گے۔ اگر آپ دیکھیں تو وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے ذمہ اشتہارات کی مد میں اربوں روپے واجب الادا ہیں، تو کیسے اخبارات operate کریں گے جب کہ ان کے اربوں روپےواجب الاداہیں۔ جب آپ ان پر taxation کر دیں گے تو آپ ان کو بند کرنے کی طرف لے کر جارہے ہیں۔آپ تو social media and traditional media کو indirectly promote کر رہے ہیں اور ان کو بند کرنے کی باتیں کر رہے ہیں۔

میں request کروں گا اپنے colleagues on both sides of the isle کہ ہم ایک unanimous message and unanimous recommendations قومی اسمبلی کو دیں کہ یہ جو اخبارات پر GST لگائی گئی ہے، کتابوں، کاپیوں، پنسلوں، sharpeners اور کلر پنسلوں وغیرہ پر جو 10% GST لگائی گئی ہے، اس کو withdraw کیا جائے اور اس کو بجٹ میں شامل نہ کیا جائے۔ شکریہ، جناب

Mr. Chairman: The list from PML (N), Senator Afnan Ullah Khan,

میرے خیال سے الیکشن کے لیے گئے ہوں گے، سینیٹر سعدیہ عباسی صاحبہ۔

Senator Saadia Abbasi

سینیٹر سعدیہ عباسی: شکریہ جناب چیئرمین! میں اس ایوان کی توجہ اس طرف دلوانا چاہتی ہوں کہ since 2018 Pakistan has had seven Finance Ministers, چھ سال کے عرصے میں پاکستان میں سات Finance Ministers آئے ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں ان کے نام لوں۔ جناب اسد عمر، جناب حفیظ شیخ، جناب شوکت ترین، جناب مفتاح اسماعیل، جناب اسحاق ڈار، ڈاکٹر شمشاد احمد اور ابھی موجودہ جناب اورنگزیب خان ہیں۔ چھ سالوں میں سات Finance Ministers تو ملک میں policies کیسے بنیں گی؟ ملک کی policies میں consistency کیسے آئے گی؟ یہ پاکستان کا المیہ ہے۔ ان میں سے چند لوگ تھے جن کو the blue eyed boys of IMF کہا جاتا ہے and some were not so blue eyed لیکن ان میں سے کوئی بھی سوائے جو آج موجودہ Finance Minister ہیں کوئی بھی اپنے عہدے پر نہیں

رہے۔ ان کا ایک ہی programme ہوتا تھا، ان کا ایک ہی vision تھا، ان کی ایک ہی سوچ تھی کیوں کہ اپنی سوچ تو کسی کی بھی نہیں تھی۔ وہ سوچ یہ تھی، جس کو میں پاکستان کی economy کا ایک myopic view کہوں گی کہ people do not pay taxes hence the country is not progressing اور اگر ہم taxes پر taxes لگاتے جائیں گے تو ملک ترقی کرتا جائے گا۔ چھ سالوں میں جتنے بھی taxes لگائے گئے اس کی مثال شاید دنیا کے کسی ملک میں نہیں ہے لیکن کسی نے کوئی بھی پروگرام نہیں دیا

for controlling waste, for formulating policies that can take the country out of its innumerable problems and the policies that can have a meaningful impact on the lives of people.

اب اس ملک میں ایک clichéd term ہے کہ we need visionary polices or reforms. So where is the vision and where are the reforms?

جناب چیئرمین! پچھلے Session میں ہمیں کتابوں پر کتابیں دی گئیں وہ Auditor General صاحب کی reports تھیں اور میں نے وہ ساری reports دیکھیں اور ساری reports پڑھیں۔ جنہوں نے نہیں پڑھیں میں ان سے بھی کہوں گی وہ ضرور ان کو دیکھیں کیونکہ Auditor General صاحب کے آفس نے ایک ایک چیز کی نشان دہی کی کہ پاکستان کے governance کے issues کیا ہیں؟

wasteful expenditures, noncompliance with the rule of Law, non-adherence to rules and adhocism and complete and sheer hubris about the problems of the country.

انہوں نے ایک ایک چیز کو identify کیا ہے۔ اگر انہوں نے identify کیا تو کیا وجہ ہے کہ حکومت نے کبھی اس طرف کوئی توجہ نہیں دی؟ یا کیا وجہ ہے حکومت نے نہیں کہا کہ ان چیزوں میں سے جن کی انہوں نے نشان دہی کی ہم ان کو improve کریں۔

ایک مثال railways کی لیں، انہوں نے تین کتابیں railways پر لکھی ہیں۔ Railways کو reform کرنا کون سی بڑی مشکل بات ہے؟ لیکن اس کے لیے سوچ وبچار چاہیے، اس کے لیے policy چاہیے۔ اس policy کو آگے بڑھانے اور implementation کا طریقہ کار چاہیے لیکن یہ کون کرے؟ حکومتیں آتی ہیں اور جاتی

ہیں، اور وہی کہ آج ہم بہت اچھا کر رہے ہیں ہم بہت improve کر رہے ہیں۔ پچھلے جو بھی لوگ تھے انہوں نے کچھ بھی کام نہیں کیا لیکن ہم سب کچھ ٹھیک کر کے چلے جائیں گے۔

جناب چیئرمین! ان سب کی جو vision ہے اور جو ہمیں بتائی جاتی ہے وہ regressive taxation ہے۔

It is burdening people with import duties, higher sales tax, imposition of cess and levies on utilities but not controlling expenditures or increasing revenues.

وہ بھی تو ہمیں بتائیں نا؟ expenditures کو control کرنا کوئی مشکل بات نہیں لیکن اگر آپ سب کچھ State پر ڈال دیں اور میں کہوں کہ میرے پاس سرکاری گاڑی ہو، ایک نہیں میرے پاس چار ہونی چاہیں اور میں سارا دن سرکاری پٹرول پر اپنے کام کروں۔ صرف میں نہیں، مجھ جیسے اور بھی بہت لوگ ہوں گے۔ اگر یہی طریقہ کار ہے، اسی طریقے سے ملک کو چلانا ہے اور ہر چیز State سے ہی لینی ہے تو پھر ملک آگے نہیں بڑھ سکتا اور revenues بھی آگے نہیں بڑھ سکتے کیونکہ attitude یہ ہے کہ وقت پاس کریں۔ ہم یہ کہتے ہیں اور عوام کو یہ بتایا جاتا ہے کہ ہم MOUs sign کر رہے ہیں، ہمیں pledges مل رہی ہیں۔ ہر حکومت دنیا کے تین destinations کی طرف جاتی ہے، افسران بالا وہاں پر جا کر تصویریں نکلوا کر واپس آجاتے ہیں۔ MOUs and pledges and visit to the next capital. کیا یہ vision ہے؟ مجھ سے کوئی پوچھے کہ آپ کا پاکستان کے لیے کیا vision ہے، آپ کیا چاہتی ہیں؟ میں یہ کہوں گی کہ

I am pro poor, I am pro-business, I am pro-agriculture, I am pro-youth and I want a stable democratic constitutional democracy, not a hybrid political system.

میری جو vision ہے وہ ہماری پارٹی کے قائد محترم میاں محمد نواز شریف صاحب کی ہے۔ ابھی recently انہوں نے سینیٹرز سے ملاقات کی اور انہوں نے کہا میں لوگوں کے مسائل کی وجہ سے بہت پریشان ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ ہم ان مشکلات سے نکلیں۔ لیکن ایک ملک میں جہاں تین یا چار pivots of power ہوں، فیصلہ تین چار جگہوں پر ہوتا ہو، وہ ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ وہ ملک کسی programme کو آگے نہیں بڑھا سکتا۔

اگر سوچ ایک جگہ ہے تو فیصلہ کسی اور جگہ ہے لیکن اس سے بھی بالا ایک طاقت ہے جو سب فیصلے کرتی ہے۔ انہوں نے پاکستان کو کیا دیا؟ پاکستان کی پچھلے دس سالوں کی history دیکھیں اور آپ اس سے پیچھے چلے جائیں۔ اس سے دس سال پہلے، پھر اس سے دس سال پہلے اور پھر اس سے دس سال پہلے چلے جائیں کیا وجہ ہے کہ ہمارا ملک آگے کیوں نہیں بڑھا؟ میری یہ خواہش ہے کہ حکومت پاکستان لوگوں کو یہ بتائے وہ کس طرح improvement لائیں گے؟ وہ کس طرح reforms دیں گے؟ ان کی کیا سوچ ہے کہ اس وقت پاکستان کے لوگوں کے اوپر مہنگائی اور inflation کا، بیروزگاری کا جو burden ہے اور جو بڑھتی ہوئی inflation کا burden ہے۔ ہمیں یہ کہا جاتا ہے کہ آج کل تو 21% ہے اور قیمتیں بھی گر رہی ہیں یہ تو حقیقت نہیں ہے، باہر جو ground realities ہیں وہ تو کچھ اور ہی ہیں۔

اس بار جو آٹے کی prices ہوئی ہیں اس نے پاکستان کی agrarian economy کو اتنا نقصان پہنچایا ہے کیونکہ جو عام لوگ ہیں، جو کم از کم پاکستان کی 45% کی آبادی ہے۔ ان کا سب دارومدار، ان کی زندگی، اور وہ جتنے بھی کام کرتے ہیں، وہ اپنے crops کو بیچ کر اس سے جو income آتی ہے اس پر based کرتے ہیں۔ اس کی طرف تو کسی نے توجہ بھی نہیں دی اور کسی نے یہ بھی نہیں کہا کہ ہم کیسے ازالہ کریں گے۔ آپ کیسے fertilizer accessible بنائیں گے؟ آپ کیسے لوگوں کو agriculture میں seeds کے لیے incentives دیں گے؟ وہ کیا طریقہ ہے کہ ہم agriculture production کو بڑھا دیں۔

پاکستان ایک agrarian economy ہے، دنیا میں پاکستان کا جو چاول ہے، جو پاکستان کا citrus crop ہے، جو پاکستان میں mango crop ہے اور جو پاکستان کی cotton ہے وہ اپنی ایک مثال رکھتی تھی، اس سے بہتر product دنیا میں نہیں ہوتی تھی، وہ کیا وجہ ہے کہ ہم اس کو دوبارہ revive نہیں کر سکتے۔ اس کے لیے سوچ چاہیے، اس کے لیے vision چاہیے، اس کے لیے ایسی policies چاہیں کہ جو ہر حکومت آئے اور اس کے لیے across the board جب تک آپ سوچ وبچار نہیں کریں گے، سب کو آپ اس میں شامل نہیں کریں گے اور کہیں کہ اس طریقے سے ہم آگے بڑھیں گے تو ملک آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اگر اسی طرح ہم adhocism پر چلیں گے، آج یہ کر دیں کل وہ کر دیں، اس سے تو ملک

آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اگر ہم افغانستان کے ساتھ اپنے تعلقات ٹھیک کرتے اور یہ کوشش کرتے تو آج افغانستان کی ترقی میں پاکستان کا lead role ہوتا، پاکستان کی جو industry ہے وہ آج contribute کر رہی ہوتی، پاکستان کی construction industry افغانستان کی development میں contribute کر رہی ہوتی لیکن ہم نے تو ہر طرف محاذ کھولے، ہم تو ہر طرف صرف دشمنوں کو ڈھونڈ رہے ہوتے ہیں، ہم نے تو دوست ڈھونڈے ہی نہیں ہیں۔ یہ ملک چلانے کا کون سا طریقہ ہے؟ دنیا میں کیا یہ طریقہ کار ہے۔

ہندوستان اگر افغانستان میں آ کر کام بھی کر سکتا ہے، development projects بھی کر سکتا ہے، کاروبار بھی کر سکتا ہے۔ ہم تو regional neighbours تھے، ہماری تو ایک long standing history ہے اور اس کو بھی ہم capitalize نہیں کر سکے۔ اس کو بھی پاکستان کے لوگوں اور ان کے benefits کے لیے استعمال نہیں کر سکے۔ ہمیں یہ کہا جاتا ہے کہ state owned enterprises بوجھ ہیں۔ مجھے یہ بتائیں کہ کون اپنا گھر، سونا اور چاندی بیچ کر کہے کہ میں امیر ہو جاؤں گا۔ دنیا میں کہاں ہے یہ طریقہ کار؟

چیئرمین صاحب! ریکوڈک پاکستان کی lifeline تھی۔ ریکوڈک میں پاکستان government نے اپنا share دے دیا، بلوچستان کی government نے نہیں دیا۔ جو Canadian company ہے، انہوں نے بھی اپنا share کسی کو نہیں دیا۔ یہ ریکوڈک پاکستان کے مسائل کا حل تھا اور وہ ہم نے بغیر مشورے کے، بغیر پوچھے، بغیر پارلیمان کی consultation کے اپنا share کسی اور کو دے دیا۔ کیا ہمیں اس deal کے بارے میں بھی پتا ہے۔ وہ بھی ہمیں نہیں پتا۔ کون ایسا کرتا ہے، کون اپنے resources کو اس طرح دیتا ہے۔ پاکستان کی جو state owned enterprises ہیں ان کو ہم بہتر سے بہتر بنا سکتے ہیں۔ ان کو پاکستان کے لوگوں کے لیے اور پاکستان کے مفادات کے لیے بہتر سے بہتر طریقے سے استعمال کر سکتے ہیں۔ یہ نہیں کہ یہ بھی بیچ دو، وہ بھی بیچ دو اور وہ بھی بیچ دو اور پتا نہیں ملک کہاں سے کہاں چلا جائے گا۔ اس طرح نہیں ہوتا، اس طرح ملک ترقی نہیں کرتا۔

Mr. Chairman: Please try to windup.

سینیٹر سعدیہ عباسی: جی چیئرمین صاحب، I am winding up. مجھے سرکار یہ بتائے کہ یہ jobs کیسے create کریں گے؟ یہ exports کیسے بڑھائیں گے؟ یہ agricultural outputs کو کیسے بڑھائیں گے؟ پاکستان کی products کو کیسے

competitive کریں گے؟ آپ investors کو پاکستان میں کیسے لے کر آئیں گے؟ صرف یہ تو نہیں کہ FBR کے officials incompetent ہیں، اس لیے ان کو ادھر اُدھر transfer کر دو۔

نیب کا قانون ایک repressive قانون ہے۔ اس قانون نے آج تک پاکستان کو تو کچھ نہیں دیا لیکن دنیا بھر میں یہاں ہر دوسرے بندے کو corrupt کہا جاتا ہے۔ Politicians کو labels لگا کر corrupt کہا جاتا ہے۔ دنیا بھر میں ہمارے ملک کے former Prime Ministers کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ he was arrested for corruption, he was involved in a corruption scandal. وہ سب exonerate ہوئے لیکن ان پر label تو لگ گیا۔ اب وہ دنیا بھر میں پھریں اور بتائیں کہ یہ وجہ تھی اور وہ political expediency تھی اس لیے ان کو ہٹا دیا گیا۔

Terrorism سے لڑنے کے لیے ہم کہتے ہیں کہ roadblocks کھڑے کرا دیں یا پھر ڈی چوک میں دھرنے کروا دیں۔ اس سے تو terrorism ختم نہیں ہوتی۔ Terrorism کو ختم کرنے کے لیے وہ policies چاہیں۔ پاکستان کی ماشاء اللہ بہترین security forces ہیں اور ان کا دنیا میں کوئی ثانی نہیں ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ملک میں terrorism ہو اور ہم اس کو address نہ کر سکیں۔

جناب چیئرمین: سینیٹر سعدیہ عباسی صاحبہ تیرہ منٹ ہو چکے ہیں۔

Senator Saadia Abbasi: Ok Mr. Chairman. Budget taking and parliamentary democracy can only function when the shareholders are on board to give support and strength to government policies. We have to come out of the regressive and negative message that has come out of this present budget. It does not reflect the hopes and aspirations of the people of Pakistan. It does not reflect the resilience and the courage of the people of Pakistan. It is time for us to rise above IMF dictates and rely on the strength of our own people. Thank you, Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Thank You. Now Dr. Zarqa Suharwardy Taimur.

Senator Dr. Zarqa Suharwardy Taimur

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ چیئرمین صاحب! جب سے میں سینیٹر بنی ہوں یہ چوتھا بجٹ ہے۔ میں economist نہیں ہوں۔ I am a professional لیکن میں کماتی بھی ہوں اور اپنا گھر بھی چلاتی ہوں اور میں نے یہ دیکھا ہے کہ پاکستان کے بجٹ کی منطق کچھ اور ہی ہے اور اس حوالے سے میری ناقص سمجھ یہ ہے کہ آپ کی income ہوتی ہے اور آپ کے expenses ہوتے ہیں اور ہم اپنے expenses کو اپنی income سے زیادہ نہیں لے کر جاتے۔ ایسے تو نہیں ہوتا کہ ہم borrow کریں اور ہم اپنے فالتو کے خرچوں پر جس میں سے ہمارا کوئی capital فائدہ نہ ہو لیکن میں اپنے کپڑوں پر spend کروں، میں اپنی گاڑیوں پر spend کروں، ایسا تو دنیا کا کوئی بھی عقل مند آدمی نہیں کرتا۔

پاکستان کی حکومت پچیس کروڑ عوام کو جواب دہ ہے، ہمارے آباؤاجداد کو جواب دہ ہے جو اپنے گھر چھوڑ کر، مہاجر ہو کر، پاکستان کی محبت میں اس ملک میں آئے۔ کیا ہمارے یہ تمام cabinet members, ابھی سے نہیں بلکہ پچھلے پچھتّر سال سے اب تک، کیا یہ جواب دہ ہیں کہ جو انہوں نے ہمارے عوام کا خون کیا ہے؟

یہ ایک visionless budget ہے جو سوچ وبچار کے بغیر صرف elite کے لیے بنایا گیا ہے۔ گریڈ ایک سے سولہ کو آپ نے tax کیا ہے۔ گریڈ ایک سے سولہ! اور کہاں ہیں وہ سارے اشرافیہ؟ کہاں آپ نے tax کیا ہے MNAs کو؟ کہاں آپ نے tax کیا ہے Senators کو؟ کہاں آپ نے tax کیا ہے MPAs کو؟ کہاں آپ نے tax کیا ہے cabinet members کو؟ کہاں آپ نے ان سب sugar daddies کو tax کیا ہے جو sugar mafia کا حصہ ہیں۔ کہاں آپ نے IPPs کو tax کیا ہے جو ہمارا خون چوس رہے ہیں، جو اس ملک کو ایک مردہ لاش بنا گئے ہیں اور معذرت کے ساتھ، ہماری جتنی حکومت ہے وہ ایک گدھ کی مانند ہو چکی ہے۔ میں سب کا بہت honour کرتی ہوں لیکن انتہائی معذرت کے ساتھ یہ کہوں گی کہ ہم مردہ لاش کھانے والی گدھیں ہیں اور اس ملک میں یہ گدھوں کا تماشا ہے۔ اس کو بند کر دیں۔ ہم اس کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ ہم یہ برداشت نہیں کریں گے۔ ہم آپ لوگوں کا گریبان پکڑیں گے۔ ہمارا ہاتھ اور آپ سب کا گریبان ہو گا۔ یہ آپ کو راتوں کی نیند نہیں سونے دے گا اور یہ آپ کے دن کا چین لوٹے گا۔

دیکھیں، ہمارے پاس کوئی طاقت نہیں ہے لیکن ہمارے پاس ہمارا ضمیر ہے۔ ہمارے پاس ہماری morality ہے، ہماری اخلاقیات ہیں۔ آپ جتنا مرضی جھوٹ کو سچ کر لیں، form 47 کو form 45 کر لیں، آپ جو مرضی کر لیں۔ جس طرح سے اس ایوان میں کمیٹیاں دی گئی ہیں، ہمارے ساتھ جس قسم کا، I am sorry to say لیکن opposition کے ساتھ اس وقت [***][2] ہوا ہے۔ جو کمیٹیاں opposition کو ملنی چاہیے تھیں، ان کی حکومتی اور حکومت کے اتحادیوں میں بندر بانٹ کی گئی ہے۔ یہ کس قسم کا ایوان ہے جہاں منسٹر نہیں آتے اور کوئی جواب دہ نہیں ہے۔ کدھر ہیں finance ministry کے لوگ؟ Where are they?

جناب چیئرمین: Finance Minister صاحب یہاں موجود ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: آج تو Finance Minister صاحب آئے ہیں، I was the only one in the House who welcomed him because I was really happy to see him. But the point is ...

جناب چیئرمین: آپ کے علاوہ بھی بہت سے لوگوں نے welcome کیا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: جناب دیکھیں، میں نے آپ سے پہلے کہا کہ ہم سب کی عزت کرتے ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: بہت اچھی بات ہے جی۔ تو سامنے آئیں، پیچھے کیوں چھپ کر بیٹھے ہیں۔ آپ آگے آئیں۔ پیچھے چھپنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اچھا سن لیں۔ بجٹ سے پہلے I went to see کہ پاکستان میں آیا کسی کو عقل بھی ہے۔ میں تو ناسمجھ، بے وقوف یا جو مرضی بھی ہوں، میں نے کہا کہ کسی کو عقل بھی ہے کہ بجٹ کیسے بننا چاہیئے۔ ادھر ایک کلومیٹر کے distance پر قائدِ اعظم یونیورسٹی کے ساتھ Pakistan Institute of Development Economics ہے۔ احسن اقبال صاحب، ارسطو پلاننگ کے اور ایک وہ جہانزیب صاحب، جن کو نون لیگ جہیز میں لے کر آئی ہے، یہ کب سے planning چلا رہے ہیں۔ ان کو کیا سمجھ آتی ہے۔ یہ دیکھیں۔

(اس موقع پر سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور نے ایک کتاب ایوان میں لہرائی)

---

[2] "Words expunged as ordered by the Chairman.".

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: ایک ایک چیز، پندرہ سولہ کتابیں میں یہاں لے کر بھی آئی تھی، سب کچھ ظاہر ہے۔ابھی ہماری honourable سعدیہ عباسی صاحبہ نے بھی Auditor General صاحب کی report کا ذکر کیا، کیا ہم اندھے ہیں، کیا ہم پاگل ہیں کہ اپنے ملک کی بہتری نہیں کر سکتے۔

Mr. Chairman: Excuse me, the word [***] has been expunged.

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: ٹھیک ہے جی۔

(مداخلت)

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: اچھا پلیز میرا time نہ لیں کیونکہ بڑی مشکل سے وقت ملا ہے۔ Please let me speak. This is the only power I have in this House.

جناب چیئرمین: ان کا time ضائع نہ کریں، She is the most fiery speaker.

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: اچھا جی۔ یہ اٹھارہ ہزار ارب کا آپ کا جو بجٹ ہے، اس میں سے آدھا تو آپ interest pay کر رہے ہیں۔ یہ کس قسم کا بجٹ ہے۔ IMF کی جو پچھلی تیسویں tranche آئی تھی، اس کا 42% آپ نے MNAs کو grants دیں تھیں کیونکہ آپ نے ان کو bribe کرنا تھا۔ اب آپ اس کو بھی expunge کر دیں۔ اب مجھے آپ یہ بتائیں کہ پاکستان میں آپ tax تو کر رہے ہیں غریب عوام کو، یعنی ایک سے سولہ grade تک کے تنخواہ دار طبقے کو اور مراعات آپ اپنے لوگوں کو دے رہے ہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے۔ مجھے آپ یہ بتائیں کہ PSDP کا کیا ڈرامہ ہے؟

گاڑیاں اور گھروں کی مراعات یہ bureaucratic system سے لیتے ہیں، bureaucracy 10% پاکستان کا بجٹ کھا جاتی ہے اور bureaucracy دیتی کیا ہے آپ کو؟ سوائے red tapism کے کسی قسم کا کام نہیں ہونے دیتی، آپ کی SIFC کیوں ناکام ہے؟ اس لیے ناکام ہے کہ آپ کا one window operation نہیں ہے، کوئی آپ کے ملک میں invest نہیں کرنا چاہتا، آپ جائیں 'گوڈے گٹے' پکڑیں چین کے، سعودی عرب کے، امریکہ کے لیکن کیا ملے گا؟ جس انسان میں خوداعتمادی اور اپنے پر فخر نہیں ہے اس کو باقی بھی جوتیوں کی نوک پر لیں گے۔ IMF کے پاس جا کر ہم کیوں نہیں negotiate کر

سکتے؟ We are the victims of climate change ہمارا climate change میں کوئی لینا دینا نہیں ہے۔

Paris Club میں آپ کی جتنی بھی moots ہوتی ہیں they are supposed to give us money کیوں نہیں مانگتے ان سے ؟ کیوں نہیں ان سے negotiate کرتے from a position of strength? آپ میں اتنا دم نہیں ہے کیونکہ ہم نے journalists رکھے ہوئے ہیں۔ جن لوگوں کا کام ہے کہ وہ جا کر negotiate کریں معذرت کے ساتھ وہ ہم نے نکمّے رکھے ہوئے ہیں۔ اگر وہ لائق ہوتے تو وہ آج یہاں پر کھڑے ہو کر وزیر خزانہ سے، ہماری کابینہ سے لڑتے کہ کیوں ہمارے ساتھ یہ کر رہے ہو؟ ہمیں پتا ہے کہ اگر آپ کی وزارت خزانہ میں، آپ کی وزارت منصوبہ بندی میں کوئی دم کا بندہ ہوتا، کوئی professional ہوتا جس کو پڑھنا لکھنا آتا ہو، جس کا ضمیر جاگتا ہو، جس میں اخلاقیات ہوں، وہ اس زہر کو اپنے ملک کے ساتھ نہیں ہونے دیں گے۔ پاکستان اس وقت اپنی sovereignty lose کر کے چل رہا ہے، آپ اس وقت sovereign ملک نہیں ہیں، آپ نے سب کچھ اٹھا کر دے دیا ان انگریزوں کو جن کے ہم غلام در غلام ہیں۔

1857 کی جنگ میں مسلمان ہی تھے جنہوں نے اپنے مسلمانوں کو دہلی میں درختوں سے لٹکایا تھا، انہی مسلمانوں کی اولاد ہمارے سر پر فائز ہے اور باقی جو ان کی اولاد نہیں ہیں انہوں نے بھی ان سے ہاتھ جوڑ لیے ہیں اور باہر جا کر لندن میں کیوں الطاف حسین صاحب رہ سکتے ہیں ؟ کیوں نواز شریف صاحب رہ سکتے ہیں؟ میں تو دس دن نہیں رہ سکتی، میرے پاس تو اتنے پیسے ہی نہیں ہیں، میری بڑی حق حلال کی کمائی ہے کون رہ سکتا ہے ولایت میں اتنے دن؟ Pound جو 300 سے زیادہ کا ہے کیسے آتے ہیں یہ پیسے ؟آپ money trail نہیں دے سکتے 11 بلین ڈالر۔ سنیں! جب آپ حکومت میں ہوتے ہیں تو اپنے اندر سننے کی برداشت پیدا کریں، تحمل پیدا کریں، آپ کو کوئی کام کی بات ہی ہم بتائیں گے، اپنے اخراجات کم کریں۔ پہلے 11 بلین کی بات سنیں کہاں سے آئے 11 بلین US dollar جو اس وقت متحدہ عرب امارات میں ہمارے پاکستانیوں کے parked ہیں جو وہاں پر جا کر پیسے لیتے ہیں، جو جہازوں میں پیسے جاتے ہیں دیں ناں money trail کیوں وزات خزانہ نہیں مانگتی؟ 3.8 ملین لوگوں کا ان کے پاس data ہے جو tax payers نہیں ہیں، جن کی گاڑیاں ہیں، جن کے باہر کے trip ختم نہیں ہوتے۔ انہوں نے ایک trip پر کہا کہ باہر نہیں جا سکے، بہت اچھی بات ہے، آپ انہیں کیوں taxed

نہیں کرتے؟ اشرافیہ کو taxed کریں۔ اورنگزیب صاحب ہمارے لیے بہت محترم ہیں لیکن اورنگزیب صاحب you will go in the history as one of the people, I will not name the word because وہ پھر expunge ہوجائے گا۔ So you have to remember, اگر آپ پاکستانی ہیں، ہم سب پاکستانی ہیں تو پاکستان کا حق ادا کریں۔ اس ملک نے ہمیں پیدا کیا ہے، اس ملک نے ہمیں کھلایا پلایا ہے، کوئی مشکل نہیں ہے، reforms سب سے پہلے تو خرچے کم کریں۔ وزیراعظم جو کہتے ہیں ایک روٹی ہو گی تو چار بھائی کھائیں گے، چار روٹیاں ہوں گی تو چار بھائی کھائیں گے، بھائی پہلے اپنے سے تو شروع کریں کوئی money trail دی آپ نے؟ حدیبیہ سے شروع کر لیں اور کہیں چلے جائیں وہ کہتے ہیں ہم پر تو کوئی کیس ہی نہیں ہے۔ ایک اور بڑا جھوٹ، جھوٹ کے تو پلندے ہیں کل میں ٹی وی پر سن رہی تھی پہلا بجٹ دیا ہے شہباز شریف صاحب نے، عقل کے پاگل تو نہیں ہیں ہم، 2023 میں کس نے دیا تھا بجٹ؟ یہ کس کو الو بنا رہے ہیں؟ پچھلا بجٹ بھی انہی کا تھا، پچھلا بجٹ بھی PDM کا تھا اور شہباز شریف was on the Chair....

(مداخلت)

جناب چیئرمین: میں جب آپ کو وقت دوں گا آپ جو مرضی بات کریں۔ جی۔

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: میں چار منٹ اضافی لوں گی جو انہوں نے interruptions کی ہیں۔ شکریہ۔ ملک کو اس تباہی کے دہانے پر لے کر آنے کے لیے یہ سب لوگ ذمہ دار ہیں دیکھیے میں نہیں چھوڑوں گی، یہ میں آپ کو pledge کر رہی ہوں I am not going to drop these issues. مجھے بتائیے کہ اسحاق ڈار صاحب ہمارے لیے بہت قابل احترام ہیں ان کے پاس کیا جواز ہے انہوں نے تین اتنے بڑے بڑے عہدے لیے ہوئے ہیں؟ ڈپٹی وزیراعظم، وزیر خارجہ، قائد ایوان اور پھر وہ کہتے ہیں کہ مجھے پریذائیڈنگ آفیسر بھی بناؤ ماشاءاللہ ۔ قائد حزب اقتدار تو یہاں موجود نہیں ہوتے ہماری committees کا آدھا مسئلہ اس لیے ہے کہ اسحاق ڈار صاحب موجود نہیں ہوتے ۔ مجھے بتائیں کے اتنے بڑے بڑے تین عہدے کس طرح سے وہ justify کر سکتے ہیں؟ اس کا بھی حساب دیں اس سے پہلے وہ سینیٹر بھی تھے اور کئی سال وہ ایوان میں نہیں آئے، مجھے ثبوت دکھائیں کہ انہوں نے ان سالوں کی تنخواہ نہیں لی، بالکل لی ہو گی۔ یہ باتیں ہمیں بہت تکلیف دیتی ہیں، ہم ٹیکس دیتے ہیں۔ میں اپنا سب کچھ, I used to live in Dubai میں تیرہ

سال کے لیے Middle East میں تھی، میں وہاں کی پراپرٹی بیچ کر آئی، اپنا بینک اکاؤنٹ بند کر کے آئی، چپ کر کے سنیں۔ ہم یہاں سب کچھ اپنے ملک میں واپس لے کر آئے اپنے ملک میں contribute کرنے کے لیے اور ہمارے سر پر آپ وہ لوگ مسلط کرتے ہیں جو سب کچھ یہاں سے اٹھا کر گدھوں کی طرح اس ملک کو کھا کر باہر لے جاتے ہیں اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہے، اوپر سے کہتے ہیں کہ پچاس کروڑ کی کرپشن تو کوئی کرپشن ہی نہیں ہوتی، یا اللہ ہم نے تو آج تک دس کروڑ نہیں دیکھے ان کے لیے تو پچاس کروڑ پاؤں کی نوک پر ہے یہ کیا مذاق ہے۔

اپنے اخراجات کو کم کیجیے .we want to see کہتے ہیں کہ ہم تنخواہ نہیں لیتے، ان کا باہر کا ایک trip دو سال کی تنخواہوں کے برابر ہوتا ہے اور ایک مہینے میں تین تین trip لگاتے ہیں، لندن تو انہوں نے یاترا کرنے ہی جانا ہوتا ہے، جیسے ہمارا طواف ہوتا ہے اس طرح ان کا لندن کا طواف ہے اور پھر جا کر ان کے پاؤں پکڑتے ہیں، پیرس چلے جائیں، بھائی کیا ہے۔ ہماری بہت بڑی میراث ہے، اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں آپ کہتے ہیں ہمارے 6 ٹریلین کے assets ہیں، آپ کا Reko Dek, Saindak, Lithium, South Waziristan اور کیا کچھ آپ کے پاس ہے۔ مجھے بتائیں کہ آپ یہ سارے اونے پونے داموں بیچ رہے ہیں، کس حساب سے؟ کون ذمہ دار ہے؟

(مداخلت)

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: چپ کریں، سنیں،

Mr. Chairman: Order in the House.

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: اس طرح نہیں ہوگا، اگر آپ کا سچ نکل رہا ہے، چپ کر کے سن لیں، ہم بھی آپ کی بڑی باتیں سنتے ہیں، ابھی تو میں نے کچھ کہا ہی نہیں ہے، ابھی میں نے کیا کہا ہے۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: جناب چیئرمین! اورنگزیب صاحب کے لیے میرے دو اور سوالات ہیں۔ ہماری white economy 350 billion US$ کی ہے اور ہماری declared black economy 460 billion US$ کی ہے لیکن میرا خیال ہے کہ وہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ آپ اسے tax net میں کیوں نہیں لاتے؟ آپ smuggling کو کیوں نہیں بند کرتے کیونکہ آپ کے اپنے سب لوگ involved ہیں۔ آپ black economy کو کیوں نہیں کم کرتے؟ آپ نے جو جھوٹ کی DC values

لگائی ہوئی ہیں، ادھر کروڑوں کم کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ لاکھوں میں ہیں، پہلے اپنی لگائی ہوئی ہیں، ادھر کروڑوں کم کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ لاکھوں میں ہیں، پہلے اپنے assets تو declare کریں۔ حکومت میں آنے سے پہلے کے ,assets حکومت سے جاتے وقت کے ,assets ہم نے یہاں لوگ دیکھے ہیں جو آتے ہیں۔

Mr. Chairman: Thank you, Senator Sahiba.

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: جناب والا! آپ کو پانچ منٹ دینے پڑیں گے کیونکہ انہوں نے اتنا interrupt کیا ہے، میری continuity of thought کو انہوں نے disrupt کیا ہے۔ Sir, I request your indulgence, بات یہ ہے کہ this country is going to the docks by design, معذرت لیکن this is a design اور اس design میں ہماری East India Company کی سوچ رکھنے والے ہمارے حکمران اس میں پوری طرح involved ہیں۔ 1998 میں جب پاکستان نے اپنا nuclear asset show کیا، اس دن کے بعد سے آپ کے سارے دشمن اکٹھے ہو کر آپ ہی کے آدمیوں کے ذریعے آپ کے ملک کو خراب کر رہے ہیں، توڑ رہے ہیں۔

جناب والا! مجھے بتائیں کہ ہمارے چار ہمسائے ہیں، ہندوستان سے لڑائی تو مانی جا سکتی ہے، مجھے بتائیں کہ ایران سے ہماری کیا لڑائی ہے؟ ہم ایران سے تیل کیوں نہیں لیتے، 37% of our import bill is oil. آپ barter پر ایران سے تیل لیں، آپ کو کس نے روکا ہے؟ آپ ڈرتے ہیں، آپ sanction سے ڈرتے ہیں، بھائی! آپ climate change کی آواز کیوں نہیں اٹھاتے؟

This is such a huge issue; we are the country in the world with the second highest number of glaciers, why cannot we talk about it? Why cannot we leverage it?

Mr. Chairman: Thank you. Now I give the floor to Senator Nasir Mehmood. She spoke for fifteen minutes. Please take your seat.

(Interruption)

جناب چیئرمین: سینیٹر زرقا سہروردی تیمور صاحبہ! آپ تشریف رکھیں کیونکہ you are not Parliamentary leader. سینیٹر ناصر محمود صاحب! آپ بات کریں۔

Senator Nasir Mehmood

سینیٹر ناصر محمود: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بجٹ پر تقریر ہو رہی ہے یا personal باتیں ہو رہی ہیں اور آپ جب personal باتیں کریں گے، اگر یہ خاموش نہیں ہوں گے تو میں بھی ان کو بولنے نہیں دوں گا۔

جناب چیئرمین: وزیر صاحب چلے گئے ہیں۔ سینیٹر ناصر محمود صاحب! آپ براہ مہربانی Chair کو address کریں۔

Senator Zarqa, you have not concluded in 15 and a half minutes, no please, have a seat.

سینیٹر ناصر محمود: میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ آج بجٹ پر بات ہونی تھی اور یہ بجٹ پر بات نہیں کر رہیں۔

جناب چیئرمین: آپ بات شروع کریں۔

سینیٹر ناصر محمود: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے آپ کو مبارک باد دیتا ہوں کیونکہ میں پہلی مرتبہ آپ کے سامنے سینیٹ میں تقریر کر رہا ہوں، آپ کو بہت بہت مبارک ہو کہ آپ چیئرمین سینیٹ منتخب ہوئے ہیں۔ میری یہ خواہش تھی کہ میں پہلے یہ بات کرتا لیکن مجھے اب موقع ملا ہے۔ آج بجٹ ہے اور بجٹ پر جو باتیں کرنی تھیں لیکن انہوں نے بجٹ پر کوئی بات نہیں کی۔

جناب چیئرمین: آپ دیکھیں، ایسی باتیں ہوئیں تو پھر کوئی نہیں بول سکتا۔

سینیٹر ناصر محمود: یہ personal باتیں کر رہی ہیں، ان کی ابھی یہ حالت ہے کہ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ان لوگوں کو کب عقل آئے گی۔ جب یہ خود چار سال بیٹھے رہے ہیں، اس وقت یہ کچھ کر لیتے۔ اب یہ ڈرامے کر رہی ہیں، فضول باتیں کر رہی ہیں، ان لوگوں کا یہی کام ہے، میں بھی ان کو بولنے نہیں دوں گا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں جب اس سینیٹ ہال میں آیا تو مجھے خوشی ہے کہ ان لوگوں کو تکلیف ہو رہی ہے۔ مجھے یہ پتا چل گیا ہے کہ میرے بولنے سے ان کی کیا حالت ہو رہی ہے، انہوں نے بجٹ پر بات بالکل نہیں کی اور صرف باتیں کیں۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: اگر آپ نے ایسا کرنا ہے تو پھر کوئی نہیں بول سکے گا۔

سینیٹر ناصر محمود: یہ tax کی بات کر رہے تھے، اگر سعودیہ کی گھڑیوں پر tax لگ جاتا تو شاید ان کو سکون آ جاتا۔

Mr. Chairman: Please, address the Chair.

سینیٹر ناصر محمود: یہ بجٹ کا نام لے کر personal باتیں کرتے ہیں، ان کو personal باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔

جناب چیئرمین: آپ اپنی بات کریں۔ میں ایک چیز بتا دوں۔ You are the first timer?

Senator Nasir Mehmood: Yes, sir.

Mr. Chairman: I tell you that during budget speech you can talk about anything. Please, start your speech.

سینیٹر ناصر محمود: آپ کا شکریہ۔ میں اس سینیٹ کے ہال میں موجود ہوں، مجھے میرے قائد نے سینیٹر بنایا ہے اور میں first time ادھر آیا ہوں اور میری یہ پہچان ہے کہ میں اپنے قائد کا ایک وفادار ساتھی ہوں۔ میں ان لوگوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ حزب اختلاف والے چار سال Treasury benches پر بیٹھے رہے ہیں اور ان کو آج کچھ سمجھ آ رہی ہے، ان کو پہلے یہ سمجھ کیوں نہیں آئی۔ ان کا کام صرف personal باتیں کرنا ہے اور یہ درمیان میں بولتے ہیں۔ جناب چیئرمین! جب میں بولتا ہوں تو آپ کہتے ہیں کہ میں نہ بولوں کہ ان کو تکلیف ہوتی ہے، میں بول رہا ہوں، ان کو یہی تکلیف ہے۔

جناب چیئرمین: آپ بولیں۔

سینیٹر ناصر محمود: میں ان کو تکلیف دیتا رہوں گا، میں ان کو تکلیف دینے کے لیے ہی آیا ہوں، ان کو اتنی تکلیف ہوگی کہ یہ بے چارے بولنے کے قابل نہیں رہیں گے۔ آپ نے کہا کہ جب یہ بات کریں تو میں ان کو interrupt نہ کروں، میں نے آپ کی بات سن لی۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ خاموش رہوں جب یہ اس طرح کی بات کرتی ہیں۔

جناب چیئرمین: اب وہ خاموش ہیں، آپ براہ مہربانی بات کریں۔ وہ آپ کو چھیڑ نہیں رہے، آپ میری طرف دیکھیں، آپ قومی اسمبلی میں جائیں تو آپ کو پتا چل جائے گا۔ آپ بات کریں اور آپ Chair کو address کریں۔

سینیٹر ناصر محمود : جناب ! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کی اجازت دی اور میں بول رہا ہوں۔ جب پچھلے ہفتے اجلاس ہوا تھا تو میں اتنا خوش ہوا تو حزب اختلاف والوں نے کہا کہ ہم آپ کی بات سنیں گے، حزب اختلاف اور حکومت ایک دوسرے کی بات سنیں جب ان کا وقت آئے گا تو یہ بولیں گے اور جب ہمارا وقت آئے گا تو ہم بولیں گے۔ یہ لوگ کبھی بھاگ کر اندر چلے جاتے ہیں، دس منٹ اندر بیٹھتے ہیں اور کافی اور چائے پیتے ہیں پھر بھاگ کر آتے ہیں، ان کو سکون نہیں ہے۔۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر ناصر محمود : یہ بھی بجٹ ہے، یہ آپ کے لیے بجٹ ہے۔ میں کہہ رہا تھا، اگر گھڑیوں پر tax لگ جاتا جو سعودیہ سے آئی تھیں تو شاید ان کو بڑا سکون آ جاتا۔

جناب چیئرمین: میں پوری سینیٹ سے اپیل کروں گا۔ Please do not cross talk. I want to hear your speech and even the Finance Minister heard your speeches. آپ اپنی رائے عوام تک پہنچائیں لیکن آپ ان کو بھی سنیں تو وہ آپ کو بھی سنیں گے، اگر آپ disturb کریں گے تو پھر ادھر سے بھی کوئی نہیں بول سکے گا۔ سینیٹر ناصر محمود صاحب ! آپ بات کریں۔

سینیٹر ناصر محمود : آپ کا شکریہ۔ سینیٹر سید شبلی فراز صاحب بڑے اچھے انسان ہیں، ہم ان کے والد صاحب کے شعر سنتے تھے تو بڑا مزہ آتا تھا، ہم ان کی باتیں ابھی بھی کرتے ہیں۔ اللہ کرے ! یہ سینیٹر سید شبلی فراز صاحب بھی ان کے راستے پر چلتے تو آج بہت اچھا ہوتا لیکن یہ کبھی کبھی بہک جاتے ہیں کیونکہ ان کو بہکنا پڑتا ہے ورنہ جو عمران نیازی وہاں پر بیٹھا ہے، وہ ان کو کہتا ہے کہ آپ پھر گھر چلے جائیں۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ بات کریں۔

سینیٹر ناصر محمود : یہ بجٹ ہے، یہ آپ کے لیے بجٹ ہی ہے، اب آپ کو میری بات سننی پڑے گی، یہ مجھے interrupt کر رہے ہیں تو میں بھی چار منٹ زیادہ لوں گا۔

جناب چیئرمین: آپ یہ بتائیں کہ آپ بجٹ پر تیاری کر کے آئے ہیں؟

سینیٹر ناصر محمود : یہ بجٹ ہے، بجٹ کی تیاری ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کی تیاری ہے؟

سینیٹر ناصر محمود: میں دیکھ رہا ہوں، اگر میرا چہرہ اچھا نہیں لگتا تو ان کو یہ چہرہ دیکھنا پڑے گا۔

جناب چیئرمین: آپ پہلی مرتبہ آئے ہیں، please, order in the House.

سینیٹر ناصر محمود: آپ بات کر لیں، میں پھر آپ کو جواب دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ ایسے اپنا 10 minutes کا وقت ضائع کر دیں گے، آپ اس بجٹ پر بات شروع کریں۔

سینیٹر ناصر محمود: اس بجٹ میں تنخواہوں میں 25% اضافہ ہوا ہے تو قیمت خرید بھی بڑھی ہے، petrol and diesel بھی سستے ہوں گے لیکن جو مہنگائی ہے، اس کا سلسلہ 2018 سے چل رہا ہے اور اس کو آہستہ آہستہ کم کرنے میں وقت لگے گا۔ اتنا جو بگاڑ پیدا ہوا ہے، اس بگاڑ کو ٹھیک کرنے کے لیے ہمیں وقت چاہیے۔ میں اس پر بھی بہت خوش ہوں کہ انہوں نے کہا کہ آج کل ان سے بات نہیں کرنی، تین، چار بندے راضی ہو گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم حکومت سے بات کریں گے۔ تھوڑے دن اور گزریں گے تو یہ بیٹھ بھی جائیں گے کہ آپ بات کریں کہ کیا بات کرنی ہے، یہ بھی بجٹ کا ایک حصہ ہے۔ ہم بھی ان کو سمجھاتے ہیں کہ حکومت سے بات کرو، آپ کل حکومت میں تھے، آج آپ حزب اختلاف میں ہیں، اگر آپ کے کچھ مسائل ہیں تو ان کا حل بھی حکومت کے ساتھ مل بیٹھ کر ہو گا لیکن آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ وہاں سے مسائل حل کرائیں گے تو اس کا کوئی جواز نہیں ہے۔

جناب! مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں ہے کہ جب عمران نیازی کو مسلط کیا گیا تھا تو شہباز شریف صاحب Opposition Leader تھے، انہوں نے کہا کہ ہم معیشت کو مستحکم کرنے کے لیے حکومت کا ساتھ دیں گے، ان کے ساتھ بات کریں گے تو عمران نیازی نے کہا کہ آپ NRO مانگ رہے ہیں۔ یہ ان کی حالت ہے لیکن اب ان کو یہ بات سمجھ آ گئی ہے کہ نہیں، حکومت سے ہی بات کرنی پڑے گی۔ اللہ کرے! یہ اس پر چلتے رہیں۔ یہ جن لوگوں کی نقلیں اتارتے تھے، ایک وہ lady چلی گئی ہے، وہ سمجھ رہی تھیں کہ ادھر ڈرامہ ہو رہا ہے۔ اس طرح کے چہرے بنانا کوئی اچھی بات نہیں ہے، وہ ادھر ہوتیں تو میں ان کو بتاتا۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر ناصر محمود: یہ مولانا صاحب کے بارے میں جو کچھ کہتے تھے، آج ان کے پیچھے نمازیں بھی پڑھتے ہیں، ابھی یہ تھوڑی دیر بعد یہاں سے بھاگ جائیں گے اور ان کا یہی طریقہ

ہے۔ یہ کچھ سوچتے ہی نہیں ہیں کہ ہم اس ملک کے عوام کی بھلائی کے لیے کچھ کریں، اگر حکومت کوئی اچھے اقدامات کرتی ہے تو آپ اس کے بارے میں باتیں کریں، اگر کوئی چیز غلط ہو رہی ہے اور ہمیں حزب اختلاف بتاتی ہے تو ہم ان کی بات سنیں گے لیکن یہ اچھے کاموں کو بھی سراہیں گے کہ اچھے کام ہو رہے ہیں۔ وہ محترمہ آ گئی ہیں، ہماری اچھی بہن ہیں لیکن میں ایک منٹ بول لوں تو یہ کہتی تھیں کہ میں چار منٹ اور لے لوں گی۔ جناب! بات یہ ہے کہ میں اپنی Opposition سے یہ کہتا ہوں کہ حکومت میں بیٹھے لوگ کل ادھر تھے، آج ادھر آ جائیں گے، اگر آپ کا رویہ ٹھیک ہو گا۔ ہم اگر کل ادھر جاتے ہیں تو آپ کے ساتھ ہمارا رویہ ایسا ہی ہو گا۔ میری صرف یہی ایک خواہش ہے کہ اس ایوان میں دونوں ایک دوسرے کی بات سن کر چلیں اور اچھے ماحول میں چلیں۔ آپ کا بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ انہوں نے کمیٹی میں vote دینے کے لیے جانا ہے تو سینیٹر محسن عزیز صاحب! آپ پہلے بات کر لیں۔ آپ vote دے کر آ گئی ہیں اور انہوں نے vote کے لیے جانا ہے۔ Leader of the Opposition should decide who will speak?۔ جی سینیٹر محسن عزیز صاحب۔

Senator Mohsin Aziz

سینیٹر محسن عزیز: جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ۔ ہم نے تقریباً کافی مدت سے اور جوانی کے عالم سے ہی ہر بجٹ کی speech سنی ہے اور غور سے سنی ہے۔

اس مرتبہ بھی ہم budget speech سنتے رہے ہیں اور last nine years جب سے میں سینیٹر ہوں تو بڑے شوق اور اطمینان سے ہم نے تقاریر سنی ہیں۔

ہر بجٹ میں کچھ نہ کچھ revealing اور کچھ concealing ہوتا ہے لیکن یہ بجٹ ایک بہت ہی عجیب قسم کا بجٹ تھا کہ جب ہم نے speech سنی تو اس میں تو سب کچھ ہی concealing تھا۔ اس میں تو کچھ سمجھ ہی نہیں آئی، ماسوائے بجٹ کے size کے اور یہ کہ یہ دو taxes لگائے ہیں، باقی تو it was all concealing, مجھے سمجھ نہیں آئی کہ یہ کس طرح کا بجٹ ہے۔ میں تو یہی سمجھا کہ انہوں نے جب اتنا conceal کیا ہے تو یہ کسی عام آدمی کا بجٹ نہیں ہے، کسی عام حکومت کا بجٹ نہیں ہے، یہ ایک بھکاری حکومت کا بجٹ ہے اور وہ بھکاری حکومت جو امیر کی جیب میں تو ہاتھ نہیں ڈال سکی لیکن انہوں نے غریب کی جیب پر further ڈاکا مارا ہے۔ انہوں نے غریب کو غریب تر کر دیا ہے۔ غریب جو اس وقت کسمپرسی کی حالت میں زندگی گزر بسر کر رہا ہے اگر ایک وقت روٹی کھاتا ہے تو قرض لے کر چلتا ہے، اسے

بھی انہوں نے نہیں چھوڑا ہے۔ اس کی جیب سے بھی اس بھکاری بجٹ کے ذریعے نکالا گیا ہے۔ اورنگزیب صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ اچھے خاندان سے ہیں، بہت اعلیٰ اور نفیس آدمی ہیں، اچھے انسان ہیں لیکن جس طرح سے یہ حکومت بے بس ہے، illegitimate حکومت ہے اور جو illegitimate child or government ہوتی ہے اس کے پاؤں نہیں ہوتے، اسی لیے اس بجٹ کے کوئی پاؤں نہیں ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اورنگزیب صاحب کے لیے کوئی fiscal space تھی ہی نہیں، وہ کرتے تو کیا کرتے۔ بہرحال میں زیادہ تر بجٹ پر ہی اپنی بات focus رکھوں گا۔ کوشش یہی کروں گا کہ بجٹ پر ہی بات کروں۔

میں سب سے پہلے یہ بات کرتا ہوں کہ IMF یا باقی جو ادارے ہیں ان سے جان چھڑانے کے لیے آپ کے پاس کیا طریقہ ہوتا ہے، ایک FDI کو increase کرنا، ایک foreign remittances کو increase کرنا اور ایک exports کو increase کرنا ہوتا ہے۔ سب سے پہلا خنجر انہوں نے exports کی پیٹھ میں گھونپ دیا ہے۔ ان کے مطابق PTI کی ایک نالائق حکومت تھی جو کہ سب سے لائق حکومت ثابت ہوئی اس لیے کہ وہ GDP growth 6.2 پر لے کر گئی، اس لیے کہ وہ foreign remittances کو height پر لے کر گئی، اس لیے کہ وہ exports 31.7 billion پر لے کر گئی from where it started from 21 billion and it went to 37 billion. آج آپ نے exporter کی اور export industry جو کہ already بند ہو چکی ہے اس کی کمر میں آپ نے tab کیا ہے۔ آپ کو میں آج یہ لکھ کر دیتا ہوں کہ آپ کی exports 37 billion تو کیا 30 billion کو بھی touch نہیں کرے گی، شاید مشکل سے 30 billion کو touch کر جائیں، آپ اگلے سال سے دیکھیں گے کہ یہ 22 billion پر ہو گی۔ آپ نے یہ کیا کیا ہے؟ آپ نے یہ سوچا کیسے ہے، اس وقت already industry بند ہے، اس وقت غریب already unemployment میں چلا گیا ہے، اس کی employment نہیں ہے اور ایک طرف غربت اور بے روزگاری ہے تو دوسری طرف آپ کیا کر رہے ہیں۔ چینی آپ مہنگی کر رہے ہیں۔ دوسری طرف آپ کیا کر رہے ہیں، پٹرول آپ مہنگا کر رہے ہیں، دوسری طرف آپ ہر خورد و نوش کی چیزیں جو غریب کو ایک وقت کے لیے نصیب ہوتی تھی وہ آپ نے اس کے لیے مہنگی کر دی ہے۔

آپ کہیں پر excise duties لگا رہے ہیں، کیا ہو گا۔ میں نے تو جب Finance Bill کو تفصیل سے پڑھا ہے تو میرے تو رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں کہ how

will a poor survive in this country? A middle man وہ بھی survive نہیں کر سکتا ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر ایک طرف آپ employment opportunities ختم کر رہے ہیں، ایک طرف آج اس کے لیے زندگی بسر کرنا مشکل ہے، آپ اس پر اور burden ڈالتے جا رہے ہیں، اس کا راستہ کیا بچا ہے؟ اس کے لیے تو راستہ ہی نہیں بچا ہے۔ ایک طرف اسے ملک میں employment نہیں ملتی اور آپ اس کے باہر جانے کے راستے بھی روک رہے ہیں کہ اگر ان کے پاس NTN نمبر نہیں ہوگا تو وہ باہر نہیں جائے گا، ارے بابا وہ تو غریب مسکین ہے۔ آپ نے ban لگا دیا ہے کہ travelling abroad without NTN, it will not be possible. How you have suggested that, یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک غریب آدمی، ایک سائیکل پر چلنے والا آدمی NTN کو کیا جانے۔ اگر اس کی باہر کے ممالک میں employment opportunities ہیں، چاہے وہ نرس ہے، چاہے وہ ڈاکٹر ہے، چاہے وہ alternate labour, ہے چاہے وہ Foreman ہے، آپ اسے باہر جانے سے بھی روک رہے ہیں، اس کے لیے آپ کون سا راستہ چھوڑ رہے ہیں۔ اس کے لیے تو صرف اور صرف یہی راستہ ہے کہ یا نہر میں چھلانگ مارے، کنویں میں کودے یا خودکشی کر لے، اور کوئی راستہ آپ چھوڑ ہی نہیں رہے ہیں۔ خدا کا خوف کریں، آپ غلط طرف چل پڑے ہیں۔ آپ ہر روز بجلی کے rates بڑھا دیتے ہیں، ہر روز گیس کا rate بڑھا دیتے ہیں، ہر روز آپ ان کے لیے تکالیف پیدا کر رہے ہیں، ایسا نہ کریں، میری التجاء ہے کہ ایسا نہ کریں۔

آپ امیر کو ٹیکس کرنے کی بجائے غریب کو ٹیکس کرتے جا رہے ہیں۔ Indirect taxation بڑھاتے جا رہے ہیں، امیر کو ٹیکس کریں۔ میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ آپ امیر کو ضرور ٹیکس کریں، آپ نے تو luxury car پر ڈیوٹی بڑھا دی ہے، so what, let it be. There is objection in the Finance Committee, no, I don't agree. Okay, let it be. جہاں وہ دس کروڑ کی گاڑی لے گا وہاں وہ بیس کروڑ کی لے لے گا، if he can afford, let it be. لیکن غریب کا خیال کریں۔ آپ یہ کیا jugglery of figures کر رہے ہیں کہ ایک طرف آپ salary بڑھا رہے ہیں، ایک طرف آپ اس کی right pocket میں پیسے ڈال رہے ہیں اور left pocket سے اس کے پیسے through taxation لے رہے ہیں۔ What is this jugglery, یہ کون نہیں جانتا۔ یہ ہر آدمی جانتا ہے، calculator تو آج ہر آدمی کے پاس گھر میں موجود

ہے۔آپ یہ کیا کر رہے ہیں۔ خدا کا خوف کریں، ایسا نہ کریں۔ آپ عوام دشمنی پر اتر آئے ہیں۔ عوام دشمنی نہ کریں، یہ ہمارے عوام ہیں اور غریب لوگ ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے آپ کو ووٹ نہ دیا ہو اور اس میں شک نہیں ہے، یہ بالکل fact ہے انہوں نے آپ کو ووٹ نہیں دیا ہے، ان سے ایسے بدلہ نہ لیں۔

ہم نے اربن میں بات کی تھی اور ہر طرف سے suggestion آ رہی تھی کہ tax base کو بڑھانے کے لیے ہم retailors کے لیے fix tax system لائیں گے۔ آپ نہیں لے کر آئے۔ کیوں، اس لیے نہیں لے کر آئے کہ جو بڑے whole salers اور بڑے لوگ ہیں جو tax system میں نہیں آنا چاہتے ہیں انہیں بچانے کے لیے نہیں لے کر آئے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ بٹ صاحب، میری یہ بات ضرور نوٹ کریں۔ دیکھیں آپ کی unrealistic بات وہاں سے شروع ہوتی ہے کہ جہاں آپ 9000 ارب taxation system سے نہیں جمع کر سکے وہاں ایک طرف تو آپ export industry کو مار رہے ہیں، دوسری طرف because of various things, ایک تو بجلی کی وجہ ہے، ایک گیس کی وجہ ہے، ایک interest rate کی وجہ ہے and so on and so forth اس کی وجہ سے industry بند ہو رہی ہے، یہ کس طریقے سے آپ 12900 ارب which is a 38% increase آپ کیسے collect کریں گے۔ مجھے یہ کوئی سمجھا دے تو میں کہوں گا کہ یہ بجٹ کم از کم کسی نے سوچ سمجھ کر لکھا ہے۔

یہ بجٹ تو صرف بتانے کے لیے ہے۔ اصل بجٹ تو IMF سے negotiation کے بعد آئے گا۔ میری آپ سے بار بار درخواست ہے اور ہم سمجھتے تھے کہ یہ حکومت کوئی reforms لے کر آئے گی، یہ کہہ رہے تھے کہ ہم out of box solutions لے کر آئیں گے اور ہم reforms لے کر آئیں گے، آپ نے تو reforms کا بھی بیڑا غرق کر کے اسے deform کر دیا ہے۔ آپ نے تو بالکل ہی ستیاناس بگاڑ دیا، آپ نے تو اسے deform کر دیا ہے۔ خدارا ہمیں اور educated class کی ضرورت نہیں ہے، افغانستان سے ہی سبق لے لیں۔ وہ غریب ہمارے مقابلے میں بہت کم پڑھے لکھے ہیں، ہمارے مقابلے میں بہت کم ترقی یافتہ ہیں لیکن انہوں نے آتے ساتھ ہی کیا کیا، انہوں نے سب سے پہلے حکومت کے اخراجات کم کیے۔ آپ اس بابت تو بات ہی نہیں کرتے۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ چاہوں گا، they have brought the government expenses

from above 100% to 35% انہوں نے 60-65% تک حکومتی اخراجات کم کیے ہیں۔ آپ نے تو اس سے متعلق بات ہی نہیں کی۔ انہوں نے جو کہ ان پڑھ لوگ ہیں، آتے ساتھ ہی taxation system ٹھیک کیا، they have expanded their tax base. What we are doing? We are only killing the poor اور اللہ مجھے معاف کرے، میرے منہ میں خاک کہ ایسے لگتا ہے کہ ہم چاہ رہے ہیں کہ bloodshed ہو، ہم چاہ رہے ہیں کہ لوگ گلیوں میں نکلیں۔

ایسا کیوں کر رہے ہیں۔ غریب کو اس نہج پر نہ لے کر آئیں۔ میری درخواست ہے کہ آپ اسے دوبارہ study کریں۔ آپ study کریں کہ یہ جو لوگ ہیں انہیں آپ روزگار بھی نہیں دے سکتے ہیں، ان کے باہر جانے کے مواقع بھی آپ لے رہے ہیں اور ان پر آپ زمین بھی تنگ کر رہے ہیں تو یہ کہاں جائیں گے، آخر کار تنگ آمد بہ جنگ آمد۔

(اس موقع پر ایوان میں نماز جمعہ کی اذان سنائی دی گئی)

سینیٹر محسن عزیز: I am just winding up. میری سب سے درخواست ہے کہ سب سے پہلے حکومت میں legitimacy لے کر آئیں۔ جب تک آپ وہ نہیں لائیں گے آپ کسی کے ساتھ بھی نا تو negotiate کر سکتے ہیں اور نا ہی جس کے ساتھ آپ نے negotiate کرنا ہے IMF یا باقی ادارے وہ آپ کو seriously لیتے بھی نہیں ہیں۔ اس لیے ہماری بقاء کے لیے سب سے پہلے legitimacy ضروری ہے۔ سب سے پہلے ضروری ہے کہ ہم form 45 and form 47 کو کھولیں اور جو اصل میں Parliament میں بیٹھنے کے حق دار ہیں ان کو جگہ دی جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپ تمام figures دیکھ لیں پچھلے سال کے تمام figures دیکھ لیں 6.2 پر PTI حکومت چھوڑ کر گئی تھی آپ نے کہا تھا 3.6 GDP growth ہو گی لیکن وہ 2.4 پر آ گئی۔ اس وقت دوبارہ آپ کہہ رہے ہیں کہ 3.6 صرف 3.6 is nothing جو آپ کے اخراجات ہیں، جو آپ کی population growth ہے اس کے بعد you have to go to 6.2 and after achieving the target اس کے بعد اوپر جائیں تب آپ نے کچھ growth کی ہے۔ اسی طریقے سے آپ کا tax collection 11% سے بڑھ گیا، آپ کی budget deficit 8% سے reduce ہو گئی۔ یہ تمام چیزیں دیکھیں manufacturing sector 0.1% پر آ گیا ہے۔ صرف agriculture sector نے growth کی ہے اور اس میں بھی آپ نے

کسانوں کو مار دیا دفن کر دیا۔ آپ نے جو حرکت ان کے ساتھ کی، جس طرح سے آپ نے ان کے ساتھ پنجاب میں حرکت کی وہ آپ نے ان کو مار دیا۔

آخر میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ نے اگر tax لگانا ہی ہے تو غریب تو ویسے ہی مر گیا ہے، اس کو ویسے ہی آپ نے برباد کر دیا ہے تو بات یہ ہے کہ ہم انسان ایک منٹ میں 32 دفعہ سانس لیتے ہیں۔ ہم 32 دفعہ ایک منٹ میں سانس لیتے ہیں اس کا مطلب ہے کہ ایک گھنٹے میں ہم 1900 دفعہ سانس لیتے ہیں اور 24 hours میں 44000 times سانس لیتے ہیں۔ اس پر بھی tax لگا دیں تاکہ آپ کا tax پورا ہو جائے۔ قربانی کا مہینہ ہے، قربانی اللہ کو پسند ہے، قربانی ہمیں دینی چاہیے آپ نے تو غریب سے قربانی لے لی۔ ایسا نہ کریں۔ آپ نے جو وعدے کیے تھے ان کو پورا کریں۔ آپ نے جو seminars کیے تھے، جو آپ نے elections میں تقاریر کی تھیں کہ ہم یہ relief دیں گے ان کو سامنے رکھیں۔ اللہ سے ڈریں اور غریب کو بچالیں۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: I appreciate the Treasury benches کہ جب سینیٹر محسن عزیز بولے ہیں تو pin drop silence تھا کوئی interruption نہیں تھی۔

I give the floor to Senator Rubina Qaim Khani.

Senator Rubina Qaim Khani

سینیٹر روبینہ قائم خانی: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ میں سب سے پہلے اللہ کے بعد اپنی Party, Leadership کا شکریہ ادا کروں گی کہ جنہوں نے 2002 سے مجھے، ایک worker کو، پہلے National Assembly, Provincial Assembly اور اب ایوان بالا میں یہ موقع دیا ہے کہ میں اپنی Party کو represent کروں۔

Mr. Chairman: You were appointed as Provincial Minister also.

سینیٹر روبینہ قائم خانی: جی بالکل Party نے مجھ پر اعتماد کیا مجھے Provincial Minister بھی بنایا۔ جناب چیئرمین! آپ کے ساتھ بھی as a Prime Minister, Senate Chairman آپ کی supervision میں جب آپ وزیر اعظم تھے۔ آپ نے ہمیشہ شفقت کا ہاتھ رکھا اور خاص طور پر میں سمجھتی ہوں کہ ہم لوگ جو new comers تھے آپ نے ہمیں بچوں کی طرح شفقت سے treat کیا۔

جناب چیئرمین! 2024-25 budget پر ہمیں بولنے کا موقع مل رہا ہے۔ میں سب سے پہلے PPP کی ایک worker اور Shaheed Zulfiqar Ali Bhutto and Shaheed Benazir Bhutto کی جیالی ہونے کے ناتے کہنا چاہوں گی کہ PPP غریب، کسان اور مزدور کی Party اور آواز ہے۔ چاہے کوئی بھی forum ہو PPP نے ہمیشہ عوام کے حقوق اور مسائل کی بات کی ہے۔آج بھی اگر Quaid Shaheed Zulfiqar Ali Bhutto and Shaheed Benazir Bhutto عوام کے دلوں میں زندہ ہیں تو وہ اقدامات اور policies ہیں جو عوام کے لیے انہوں نے اٹھائے۔ جس کو آج Chairman Bilawal Bhutto Zardari ان کے vision کو آگے لے کر چل رہے ہیں۔

عوام کی نظریں budget پر ہوتی ہیں کہ ان کے لیے کیا relief ہو گا، مہنگائی کم ہو گی، تنخواہیں بڑھیں گی، taxes کم ہوں گے، کسان، مزدور اور ملازمین ایک امید لگائے بیٹھے ہوتے ہیں کہ حکومت budget میں ان کو کیا relief دے گی اور ان کی مشکلات اور پریشانیاں کیسے کم ہوں گی۔ Budget آتا ہے اس میں ترجیحات عوام نہیں بلکہ عوام پر مختلف طریقوں سے بوجھ ڈال دیا جاتا ہے۔ Taxes کی بھرمار کر دی جاتی ہے کسی ایک چیز میں کچھ relief دیتے ہیں تو مزید چار چیزیں مہنگی کر دی جاتی ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ کسان، workers اور مزدور کو جب تک سہولیات فراہم نہیں کریں گے تب تک ملک ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہو سکتا۔ میں سمجھتی ہوں کہ budget ایک اہم step ہوتا ہے اس پر بہت پہلے تیاری کی جانی چاہیے۔آپ کے ساتھ اگر کوئی coalition parties ہیں تو ان کو بھی اعتماد میں لینے کی ضرورت ہوتی ہے۔

میں نے budget کے کچھ documents کو پڑھا، پرانی ناکام policies تھیں انہی کا تسلسل تھا۔ PPP کی دی ہوئی تجاویز اور options پر اگر غور کیا جاتا تو budget کی صورتحال کچھ اور ہوتی۔ PPP کو budget کے بارے میں اعتماد میں نہیں لیا گیا کیا ہی جلدی تھی کہ بس کاغذات کی بھرمار کر کے ایک دستاویز بنا کر پیش کر دیا گیا، ایسا نہیں ہوتا۔ میں سمجھتی ہوں ہمیں اپنی معیشت کو مضبوط کرنے کے لیے بر وقت اور موئثر اقدامات اور فیصلے لینے کی ضرورت ہے۔

Long term policies پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ جناب چیئرمین! آپ دیکھیں کہ تعلیم صحت جیسے اہم شعبوں کے لئے ہم نے بجٹ میں کیا رکھا ہے؟ Stationary

پر ٹیکس لگا دیا گیا ہے۔ اس سے تو تعلیم مزید مہنگی ہو گی۔ میں سمجھتی ہوں کہ already دو کروڑ کے قریب بچے تعلیم سے محروم ہیں اور یہ تعداد مجھے مزید بڑھتی ہوئی نظر آ رہی ہے۔ Child rights کو دیکھیں تو ہمیں مارکیٹوں میں کم عمر بچوں کی ایک بڑی تعداد کام کرتے ہوئے نظر آتی ہے۔ کوئی check and balance نہیں ہے۔ اس پر ہمیں کام کرنے کی ضرورت ہے۔ جناب چیئرمین! جس طرح سے آپ اور ہم اور پاکستان پیپلز پارٹی ہمیشہ کہتے ہیں کہ minority اور خواتین ہماری constituency ہیں اور ہماری priority ہے خاص کر پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور میں ہے کہ خواتین کو empower کیا جائے اور آپ بھی ہمیشہ اپنی speeches میں یہ کہتے رہے ہیں لیکن اس بجٹ میں مجھے خواتین، بچے اور جو ایک پسا ہوا طبقہ ہے مجھے ان کے لئے کوئی بھی ریلیف نظر نہیں آتا اور نہ ہی وہاں ہی وہاں پر کوئی empowerment کی بات کی جاتی ہے۔ جناب چیئرمین! تو میں یہی کہوں گی کہ اگر ہم اس بجٹ کو review کریں اور خواتین کو empower کرنے کے لئے اور خاص طور پر ہماری minority کے لئے اگر کچھ ایسے اقدامات کئے جائیں جو ان کو empower کریں تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہتر ہو گا۔

جناب چیئرمین! قصور حکومت کا خود کا ہوتا ہے۔ میں یہ کہوں گی اور جب ناکام اور کمزور پالیسیوں کی وجہ سے مسائل حل نہ ہو رہے ہوں تو اداروں کی نجکاری کی آوازیں دی جا رہی ہوتی ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کسی صورت privatization کو قبول نہیں کرے گی۔ پہلے ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ ہماری معیشت کی کیا صورت حال ہے۔ Industries بند ہیں۔ لاکھوں افراد بے روزگار ہیں۔ مسائل کو حل کرنے کا ذمہ دار کون ہے؟ جناب چیئرمین! میں سمجھتی ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے جو دس نکات دیے ہیں اور تجاویز دیں ہیں ان پر اگر غور کیا جائے تو بہت سارے مسائل کا حل نکل سکتا ہے۔ جناب چیئرمین! میں یہاں پر یہ بات بھی کہنا چاہوں گی کہ صوبوں کو ان کا حق دیا جائے۔ جب ہم اپنے حلقوں میں جاتے ہیں تو وہ سوال پوچھتے ہیں NFC award اور دیگر جو معاہدے ہمارے حکومت کے ساتھ ہوئے ہیں صوبوں کے حوالے سے ان پر عمل درآمد ہوا ہے کہ نہیں۔ جناب چیئرمین! میں یہ کہوں گی کہ سندھ کے بہت سارے مسائل ایسے ہیں جو Federal Government کی طرف سے neglected ہیں۔ جس میں NFC Award ہے اور بہت سارے پانی کے issues ہیں۔ تو میں یہ کہوں گی کہ سندھ کے حوالے سے جو

issues ہیں۔ ہم حکومت کے اتحادی ہیں اس لیے ہمارے ان issues کو address کیا جائے۔ جناب چیئرمین! ایوان میں کل پرسوں اراکین سندھ کی بات کر رہے تھے۔ میں صرف اتنا کہوں گی کہ حکومت سندھ بلاول بھٹو زرداری کی قیادت میں بڑے بڑے دعوے کرنے کی بجائے کام کر رہی ہے اور جو نظر بھی آ رہا ہے۔ Transport کا معاملہ ہو، عوام کے حقوق و مسائل کا معاملہ ہو، صحت و تعلیم کا معاملہ ہو سندھ حکومت ہر طرح سے اپنے عوام کو facilitate کرنے کے لئے آئے دن نئے نئے projects introduce کراتی رہتی ہے اور ان پر implementation کو بھی ensure کرتی ہے۔

جناب چیئرمین! دوسری بات میں یہ کہوں گی کہ ہماری جو اپوزیشن پارٹی ہے۔ ہمیں PTI کا بہت احترام ہے، ان کی رائے کا احترام ہے۔ جب میں ذاتی طور پر ان سے کبھی بات کرتی ہوں۔ یہ بڑے intellectual بھی ہیں، پڑھے لکھے بھی ہیں لیکن جب ان سے مسائل کی بات ہوتی ہے۔ جب ہم ان کو دعوت دیتے ہیں کہ آئیں ایک میز پر بیٹھیں تب ان کو نہ جانے کیا ہو جاتا ہے کہ ان کی ضد اور انا جس کی وجہ سے میں سمجھتی ہوں کہ آج عمران خان صاحب جیل بھی کاٹ رہے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ یہ ایک میز پر بیٹھتے اور ملکی مسائل کا حل نکالتے۔ جس طرح سے چئیرمین بلاول بھٹو صاحب نے ان کو دعوت دی، جس طرح سے CoD شہید محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے sign کیا اور پھر نون لیگ کے ساتھ ہم بیٹھے اور آج ان کے ساتھ ملکی مسائل پر ہم بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمیں کوئی شوق نہیں ہے حکومتوں کا، ہم نے جیلیں کاٹی ہیں، ہم نے شہادتیں قبول کی ہیں، ہم نے وہ سزائیں پائی ہیں کہ جو ہم نے جرم ہی نہیں کیے تھے۔ گیارہ گیارہ سال ہمارے آصف علی زرداری صاحب نے جیل کاٹی ہے۔ تو یہ ساری قربانیاں دے کر آج ہم اس stage پر جمہوریت کو لے کر آئے ہیں۔ خدارا! dictatorship بہت بری ہے۔ آپ لوگوں نے نہیں دیکھی ہے، ہم نے ضیاء کا دور دیکھا ہے۔ ہم نے مشرف کا دور دیکھا ہے۔ آپ لوگوں نے کچھ بھی نہیں بھگتا جو پاکستان پیپلز پارٹی نے صعوبتیں بھگتی ہیں۔ تو میں یہ کہوں گی کہ آئیں ہمارے ساتھ ایک میز پر بیٹھیں۔ ملکی معیشت کو کس طرح سے بہتر بنانا ہے۔ ہمارے کل کے future کو کیسے بہتر بنانا ہے۔ آئیں ہم ایک میز پر بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔ اس طرح سے شور شرابوں سے مسائل حل نہیں ہوتے۔

جناب چیئرمین! میں آخر میں ایک شعر کہوں گی۔

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں

موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

تو اگر آپ سسٹم سے باہر رہ کر کسی بھی چیز کے لئے لڑیں گے تو میں سمجھتی ہوں کہ کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔ آپ کو چاہئے کہ مل کر اور بیٹھ کر مسائل کا حل نکالیں۔ میں اپنی اپوزیشن پارٹیز کو یہ کہوں گی۔ اس ملک کو صرف اور صرف سیاسی جماعتیں ہی بچا سکتی ہیں اور ان کو چاہئے کہ کھلے دل سے ایک دوسرے کو welcome کریں اور ملکی مسائل کا حل نکالیں۔

Thank you.

جناب چیئرمین: سینیٹر فوزیہ ارشد صاحبہ! ایک بجے نماز کا وقت مقرر ہے۔

You can speak for 11 or 12 minutes.

<u>Senator Fawzia Arshad</u>

سینیٹر فوزیہ ارشد: شکریہ، جناب چیئرمین! کہ آپ نے مجھے consider کیا۔ It is very kind of you. میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اگر آپ دیکھیں ایک مشہور واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں اللہ تعالیٰ نے ان سے کہا کہ تمہاری قوم میں قحط آنے والا ہے۔ تم اپنے عوام کو بتا دو کہ قحط آنے والا ہے۔ یہی پیغام جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو دیا تو ان کے جو بااثر لوگ تھے انہوں نے اپنے گھروں میں چھید کر دیے اور اناج رکھ دیا تاکہ جو لوگ اس قحط سے مشکل میں آئیں ان کے لیے آسانی ہو جائے۔ قحط نہیں آیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ آپ نے قحط نہیں بھیجا۔ تو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جب تمہاری عوام اتنی مہربان ہو گئی تو میں کیوں کر تمہارے عوام پر مہربان نہیں ہو سکتا۔ اس واقعے سے ہمیں یہ پتا چلتا ہے کہ ہمارا جو ملک ہے اور ہماری جو حکومت ہے وہ کیا کر رہی ہے؟

If you look at this budget it is a stark reminder of the Government’s failure to address the pressing issues which our nation is facing. Before I say anything else, I just want to remind you Mr. Chairman, that there is no Minister; there is no representative from Finance department or anywhere. So, why am I here? I have some recommendations which are going to be just recorded but is there anybody who is going to take note of that?

یہ میری protest ہے۔ اس دن بھی میری یہی protest تھی کہ یہاں پر کوئی بھی حکومت کو represent نہیں کرتا۔ جو ہماری چھوٹی موٹی

recommendations ہوتی ہیں۔ I am professionally an educationist, a teacher. I am not an economist but I believe in development. I believe, کہ ہماری nation پڑھے۔ پڑھی لکھی ہو

and since I am from Islamabad, I have many things to talk about.

جناب چیئرمین! آپ ان کو بلائیں۔ یہ لوگ کیوں نہیں آتے۔ آپ سے میری ایک گزارش ہے کہ یہاں پر یہ لوگ کیوں نہیں آتے اور آپ ان کو کیوں نہیں بلاتے؟

جناب چیئرمین: کن کو؟

سینیٹر فوزیہ ارشد: یہاں پر کوئی منسٹر موجود ہے؟ جن سے میں بات کر سکوں۔ میری recommendations کو سننے کے لیے کوئی موجود ہے؟

جناب چیئرمین: Recommendations لے رہے ہیں۔

سینیٹر فوزیہ ارشد: کون؟ Please آپ مجھے بتا دیں۔

I will be grateful if you can pinpoint those people who are there. Those people who are there.

جناب چیئرمین: آپ جب نہیں تھیں تو فنانس منسٹر اور دوسرے منسٹر بھی بیٹھے تھے۔

سینیٹر فوزیہ ارشد: میں صرف 23 منٹ کے لیے گئی تھی۔

جناب چیئرمین: اسی دوران وہ آئے تھے۔

سینیٹر فوزیہ ارشد: اب میری باری میں تو وہ نہیں ہیں، اس لیے میں آپ سے التجا کر سکتی ہوں، request کر سکتی ہوں۔

جناب چیئرمین: ضرور، ضرور۔

سینیٹر فوزیہ ارشد: میری بھی کوئی شنوائی ہو۔ میں خواہ مخواہ کیوں بول رہی ہوں؟ ہم نے دیکھا ہے کہ ہمارا growth rate which is mere 2.38 and inflation rate has skyrocketed to 24.52%. عام انسان مہنگائی کے بوجھ تلے دبتا ہی جا رہا ہے جبکہ جن کو benefits مل رہے ہیں، آپ کو بھی پتا ہے کہ وہ کون لوگ ہیں۔ Our current account deficit has narrowed down but at the cost of reduced imports which will have long term implications for our industry. In our budget,

Rs.3,718 billion have been proposed which will further squeeze the already burdened people. مڈل کلاس کا حال برا ہے اور جو تنخواہ دار لوگ ہیں، جیسے محسن بھائی نے کہا تھا، لگتا ہے کہ اب time ہے کہ وہ خود کشی کریں گے۔ دیکھیے گا کہ کتنی human rights والی NGOs اور جو بھی societies ہیں، انہیں اب activate ہونا پڑے گا کہ ہمارے عوام کتنے depressed ہوں گے اور ان کے اخراجات پورے نہیں ہوں گے۔ وہ کس قدر mental torture اور depression میں ہوں گے اور ہمارے عوام مزید کتنی پستی میں جائیں گے اور کتنے اور زیادہ چوریاں، ڈاکے اور دوسرے crimes ہوں گے۔ جو ہمارے گھر کے domestic helps ہیں، وہ اب ہم لوگوں کو ہی زہر وغیرہ دے کر قتل کریں گے تاکہ وہ ہمارے گھروں سے چوری کر سکیں، اپنے پیٹ بھر سکیں اور اپنے گھر کے چولہے جلا سکیں۔

GST has been increased to 18% which will make basic and essential items even more unaffordable.

ایک صابن کی ٹکیہ ہے جو کہ ایک فقیر بھی خریدتا ہے، اس پر بھی آپ نے ٹیکس لگایا ہے۔ آپ کس سے ٹیکس لے رہے ہیں؟ خدارا! کچھ تو سوچیں۔

Meanwhile, the allocation for vital sector such Education, Healthcare remains awfully inadequate. The budget allocates a mere 2.1 % of GDP for Education. Imagine. 1.2% only for healthcare. This is clear indication of the Government's priority.

یہ عوام قاتل بجٹ ہے۔ یہ عوام کے لیے نہیں ہے بلکہ صرف elite کے لیے ہے۔

چیئرمین صاحب! میرا تعلق اسلام آباد سے ہے اور آپ کی سیٹ بھی Islamabad Capital Territory (ICT) سے ہے۔ ICT کو ہمیشہ merge کر دیا جاتا ہے وفاقی حکومت کے ساتھ یا پھر اس کو کہہ دیا جاتا ہے، اگر آپ کہیں جائیں تو embassies والے کہتے ہیں کہ are you not in Punjab? We are not from Punjab. We are from ICT which is Islamabad Capital Territory. We must have some public sector development programme. What do we have in Islamabad? آپ دیکھیں ہماری آبادی 25 سے 26 لاکھ تک کی ہے۔ اس میں اگر آپ دیکھیں کہ 25% بچے جن اسکولز میں جاتے ہیں، ان میں نہ sanitation کا کوئی پروگرام

ہے، نہ ان میں کوئی basic needs کی سہولیات ہیں، بجلی، پانی، کچھ بھی نہیں ہے۔ اگر آپ اس کا infrastructure دیکھیں تو وہ اتنی dilapidated state میں ہے کہ لگتا نہیں ہے کہ یہ وفاق کے اسکولز ہیں۔ ابھی ہمارے جو نئے سیکرٹری آئے ہیں، انہوں نے کافی initiatives لیے ہیں، وہ کافی کوشش کررہے ہیں مگر وہ پورا نہیں ہوسکے گا۔ سوال یہ ہے کہ PSDP میں کیوں اسلام آباد کا بجٹ نہیں بتایا گیا۔ ہمارا بجٹ کتنا ہے؟ کیوں ان چیزوں پر خرچ نہیں ہو رہا؟

اسلام آباد میں صرف تین یا چار سرکاری ہسپتال ہیں۔ ایک پولی کلینک ہے، PIMS ہے، NIRM ہے اور ایک اب NIH کے پاس بھی ہے۔ ارد گرد کے سب لوگ، مری اور آزاد کشمیر سے لے کر، آپ ہر جگہ جائیں، سب کے سب لوگ اسلام آباد آتے ہیں۔ راولپنڈی کے سب لوگ PIMS میں بھرے ہوئے ہیں۔ ان کے پاس بجٹ نہیں ہے۔ وہاں patients کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ وہاں outdoor patients نہیں آتے۔ وہاں ان کو basic چیزیں نہیں مل رہی ہیں۔ آپ ادھر جائیں اور دیکھیں کہ وہاں پر جو beds ہیں، 1.3 beds per thousand people ہیں۔ It is far below the WHO recommended which is 3.4 beds per thousand people. یہاں پر 1.3 ہے جبکہ وہ 3.4 ہے۔ .We are going below it ہماری اسلام آباد کی جو زیادہ تر آبادی ہے، وہ لوگ ایسی جگہوں پر رہ رہے ہیں، ان کی جو informal settlements ہیں، ان میں fundamental ضرورت کی چیزیں مہیا نہیں کی جارہی رہیں۔ نہ بجلی ہے، نہ گیس ہے اور نہ پانی ہے۔ اگر ہم poverty کی صورت حال دیکھیں تو ہمارے ہاں اسلام آباد میں بہت شدید unemployment ہے۔ کیا اس لیے کہ یہ ایک federal capital ہے؟ یہاں پر سیکرٹریٹ ہے، سرکاری ملازمین ہیں، سفید پوش لوگ ہیں لیکن ان کی پہنچ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: کیا بات کررہے ہیں؟ نماز کا وقت ہوگیا ہے۔

سینیٹر فوزیہ ارشد: میں صرف دو جملے بولتی ہوں۔ Thank you for reminding me. مجھے گیارہ منٹ کہے گئے تھے جبکہ میرے آٹھ منٹ اور تئیس سیکنڈ ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: ایک بجے نماز ہوگی۔

سینیٹر فوزیہ ارشد: بس میں یہ یہی کہتی ہوں کہ ہمارے ہاں اسلام آباد میں جو unemployment ہے، poverty rate سے کہیں کم ہے۔ I want the Finance Minister to take into consideration the points which I have raised for ICT. جتنی باتیں ابھی روبینہ نے کی ہیں، میں نے بھی اس حوالے سے بات کرنی تھی۔ اگر میں بھی وہی باتیں کرتی تو repetition ہو جاتی، اسی لیے میں نے اپنا وہ section of speech چھوڑ دیا۔ I endorse what she said. جن جن sectors کو حکومت نے address نہیں کیا، ان سب کو address کرنا چاہیے۔ اس کے ساتھ میرا ICT chapter ہے، میں نے ICT کے لیے بھی باتیں کرنا تھیں۔ میری request ہوگی کہ میری یہ recommendations ضرور جائیں۔ I would be very happy if you are able to convey my recommendations to the concerned department. بہت شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you. The House stands adjourned to meet again on Thursday, the 20th June, 2024 at 5:00 pm.

آپ سب سینیٹرز کو پیشگی عید مبارک۔ بہت شکریہ۔

[The House was then adjourned to meet again on Thursday, the 20th June, 2024 at 5:00 pm.]